قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعہ 27 مارچ 2020ء | 2 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 75

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ ؕ وَمَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۳﴾

(لقمٰن:13)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کا شکر ادا کر اور جو بھی شکر ادا کرے تو وہ محض اپنے نفس کی بھلائی کے لئے ہی شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی ہے (اور) بہت صاحبِ تعریف ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

دل کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو (کہ خوبصورت ہیں یا بدصورت) بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے (کہ ان میں کتنا اخلاص اور حُسن نیت ہے۔) (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

تقویٰ و طہارت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

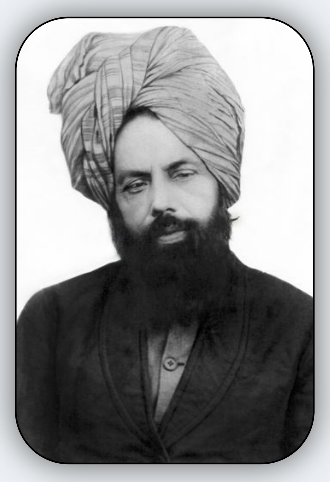

’’کل (یعنی 22جون 1899ء) بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔‘‘ فرمایا: ’’اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کر لے۔‘‘ پھر فرمایا کہ ’’میں اتنی دُعا کرتا ہوں کہ دُعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہوجاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔‘‘

فرمایا: ’’جب تک کوئی جماعت خداتعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے۔ خداتعالیٰ کی نُصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی۔‘‘ فرمایا: ’’تقویٰ خُلاصہ ہے تمام صُحف مقدسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خداتعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پُوری رضا کا اظہار کر دیا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دُنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کروں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دُنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مُردار دُنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ پروانہ کروں گا۔‘‘ (ملفوظات جلداوّل صفحہ 276)

فرمان خلیفہ وقت

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو خلافت سے وابستہ رکھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ’’میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستورالعمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اس نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے: اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراہیم:8)‘‘

(خطبات نور صفحہ 131)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔‘‘ (خطبات مسرور جلداوّل ص 21)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) جماعت احمدیہ سیرالیون کا اثر و رسوخ
- خطاب حضورانور برموقع جلسہ سالانہ جرمنی
- حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اورخدا تعالیٰ کی تائید و نصرت
- دانتوں اور منہ کی صفائی
- جامعۃ المبشرین گھانا کی سرگرمیاں

اداریہ

جماعت احمدیہ سیرالیون کا اپنے ملک کے سماجی، سیاسی اور حکومتی حلقوں میں اثر و رسوخ

افریقن زمین اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور معدنیات سے مالامال رہی ہے۔ اسی وجہ سے یورپین اقوام نے افریقن اقوام کو ہمیشہ محکوم رکھا۔ ان کے مالامال اثاثوں سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔ تعلیم سے ناآشنا رکھا اور غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیئے گئے۔

آج سے قریباً سو سال قبل جب جماعت احمدیہ افریقہ میں اسلامی تعلیم کا عَلَم لے کر ان کے دلوں کو فتح کرنے کے لئے داخل ہوئی۔ تو جماعت کو کوئی مادی یا مالی فائدہ اُٹھانا تو نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے، تعلیمات قرآنیہ کا پرچار کرنے اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث اور تشریحات کو پھیلانا مقصوداولیٰ تھا۔

افریقہ میں احمدیت کاآغاز سیرالیون سے ہوا جب حضرت مولانا عبد الرحیم نیّر گولڈ کوسٹ (غانا) جاتے ہوئے سیرالیون پورٹ پر اُترے اور دو دن قیام فرماکر احمدیت کا پیغام دے گئے اور آغاز میں ہی ایک افریقن دوست نے احمدیت قبول کر لی۔ اوائل میں ہی جماعت احمدیہ کو شدید مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔اسلام احمدیت قبول کرنے پر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ لوکل انتظامیہ کی طرف سے جرمانے بھی ہوتے رہے اور تبلیغ میں کئی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔مگر جماعت احمدیہ کا پیغام محبت اور پیار ایک پھول کی خوشبو کی مانند تھاجو آہستہ آہستہ بڑھنے اور پھیلنے لگا۔کون دیوار کھڑی کر کے اس خوشبو کو پھیلنے سے روک سکتا تھا؟افریقن دلوں میں نوراللہ کی لو لگی تو یہ روحانی آگ پھیلتی ہی گئی۔ مساجد کا قیام ہونے لگا۔ قرآن کریم پڑھانے اور سکھلانے کے لئے کلاسیں لگنے لگیں۔مادی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کرنے کے لئے احمدیہ مسلم پرائمری و سیکنڈری اسکولز کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ صحت کے لئے ہسپتال کا قیام ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے نصرت جہاں اسکیم کا اعلان فرما کر اس کام کو چار چاند لگا دیئے۔ بیرون افریقہ سے مبلغین کرام کے آنے کے سلسلہ کا تو آغاز حضرت مصلح موعودؓ کے دورسے ہو چکا تھا۔ تاہم ٹیچرز، ڈاکٹرز صاحبان نے اس مبارک اسکیم کے تحت وقف کر کے خدمات بجا لانے کی شروعات کردیں اور اب تک سینکڑوں کی تعداد میں مبلغین، ٹیچرز اور ڈاکٹرز صاحبان سیرالیون کو serve کر چکے ہیں اوریہ فرض ادا کررہے ہیں۔صرف سیرالیون میں 300 سے زائد احمدیہ مسلم پرائمری اور سیکنڈری اسکولز قائم ہیں۔ جگہ جگہ ان اسکولز کی خوبصورت عالیشان عمارتیں نظر آتی ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ٹیچرز جہاد میں مصروف ہیں۔ملک بھر میں تین ہسپتال ہیں جہاں طبّی خدمات بجا لائی جاتی ہیں۔ یہ تعداد دسیوں میں تھی۔Rabbelsکی وجہ سے احمدیہ ہسپتالوں کی کئی عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن گئیں۔اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے ملک بھر میں 1400 سے زائد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بعض بہت عالیشان اور خوبصورت ہیں۔ کوشش ہے کہ ہر مسجد کے ساتھ مشن ہاؤس بھی ہو جہاں مرکزی یا لوکل مشنری قیام رکھ کر ان مساجد کو قرآنی و علمی درسگاہوں میں تبدیل کریں۔ اس وقت 25 مرکزی اور 98 لوکل مبلغین جہاد میں مصروف ہیں اور 52 کے قریب جامعہ احمدیہ میں زیرِ تعلیم ہیں۔ ملک کے اندر اگر آپ نیشنل ہائی وے یا کسی بڑی سڑک سے گزر رہے ہیں تو ہر 10-9 میل کے بعد آپ کو سڑک کے کنارے احمدیہ مسلم مسجد یا احمدیہ مسلم پرائمری اسکول یا احمدیہ مسلم مشن کا بورڈ نظر آئے گا۔ اگر مسجد ہوگی تو میناروں کا ایک خاص اسٹائل ہے جو بالعموم برصغیر میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جن کی تیاری ناصر احمد آرکیٹیکٹ نے کروانی شروع کی اور آپ نے بہت محنت کے بعد ایک افریقن معمار ابو بکر کمارا کو اس خاص قسم کے اسٹائل کے مینارے تیار کروانا شروع کر دیئے۔ اس خاص اسٹائل کے مینارے والی مسجد آپ کو ملک بھر میں کسی جگہ بھی نظر آجائے تو وہ احمدیہ مسلم مسجد ہو گی۔

گزشتہ دنوں 57 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے بعد مکرم سعید الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ غانا کے سفیر کو ملنے غانین ایمبیسی تشریف لے گئے۔ وہ بیرون ملک ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ مگر انہوں نے امیر صاحب کو بتلایا کہ میں بیرون ملک ہونے کی وجہ سے میڈیا کے ذریعہ آپ کے جلسہ میں شامل تھا۔ میں نے افتتاحی تقریب میں وائس پریذیڈنٹ کا خطاب سنا تھا۔ آپ نے امیر صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ گو میں سیرالیون میں نیا appoint ہوکر آیا ہوں۔ لیکن میں نے سارے ملک کا سروے کیا ہے۔ ہر جگہ احمدیہ، احمدیہ لکھا نظر آتا ہے۔

ایسے مقامات جہاں ابتدائی دنوں میں ہی جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور سالہاسال تک صرف ایک ہی مسجد رہی ہو اب وہاں بفضلہٖ تعالیٰ دسیوں مسجدیں بن چکی ہیں۔ جیسے سیرالیوں کے ہیڈکوارٹر فری ٹاؤن میں 38 خوبصورت مساجد موجود ہیں۔ ساؤتھرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر Bo میں8، ایسٹرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر کینیما میں 5 اور ناتھرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر مکینی میں 10 مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

•سیرالیون کی سیاسی تاریخ میں ملک کا سربراہ صدر مملکت کہلاتا ہے جو عیسائی بنتے رہے ہیں۔ جب ایک مسلمان آنریبل احمد تیجان کابا صدر کے عہدہ پر منتخب ہو کر آئے تو جماعت احمدیہ کے امیر و مشنری انچارج مکرم سعید الرحمٰن ان کو مبارکباد دینے پریذیڈنسی ہاؤس تشریف لے گئے۔یہ جمعہ کا روز تھا۔ جب نماز جمعہ کا وقت قریب آنے لگا تو امیر صاحب نے صدر مملکت سے یہ کہہ کر اجازت چاہی کہ میں چیف امام ہوں میں نے خطبہ دینا ہے۔ صدر مملکت بولے۔ مجھے کون جمعہ پڑھائے گا؟ میں بھی تو سیاسی چیف ہوں۔ آپ مجھے یہاں جمعہ پڑھایا کریں۔ چنانچہ امیر صاحب نے چار جمعے لگاتار صدارتی محل میں پڑھائے۔ تب مکرم امیر صاحب نے ایک بار پھر اجازت کے طلبگار ہوئے کہ مجھے اپنے احمدیوں سے بھی ملنا ہوتا ہے اور جمعہ کا دن اس کے بہترین دن ہے۔ تب صدر مملکت نے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ مہینہ میں ایک جمعہ صدارتی محل میں پڑھائیں۔

امیر صاحب نے مجھے بتلایا ایک دفعہ صدارتی محل میں کیبینٹ اجلاس میں کوئی پروگرام تشکیل دینا زیر بحث تھا۔ بعض نے فروری کی رائے دی کہ اس مہینہ کر لیا جائے تو بعض وزراء نے یہ کہہ کر اس کی مخالفت کی کہ یہ تو احمدیوں کا مہینہ ہے۔ اس ماہ تووہ اپنا جشن یعنی جلسہ سالانہ مناتے ہیں۔

•جلسہ سالانہ 2020ء کے معاً بعد کینیڈا سے ایک مربی مکرم طاہر محمود سیرالیون تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ میں جب سیرالیون پہنچا تو میں جب clear کروانے ویزہ آفیسر کے کیبن پر آیا تو وہاں ایک خاتون مسافروں کو deal کر رہی تھی۔ میرے سے اس نے بھی کچھ سوالات کئے۔ میں نے اسے کہا کہ

I am Ahmadiyya Muslim Missionary, just to visit Jamaat in Sierra Leone

یہ الفاظ سننے پر اس آفیسر نے کلیرنس کی مہر لگا کر پاسپورٹ اپنے ہاتھ میں پکڑا۔ کھڑے ہو کر لائن میں لگے مسافروں سے مخاطب ہو کر کہا please go to other cabin اور مجھے ساتھ لے کر باہر نکلی اور luggage belt پر مجھے لے گئی۔ سامان کی نشان دہی پر اس خاتون نے سامان بیلٹ سے خود اُتار کر ٹرالی پر رکھا اور ایرپورٹ کے باہر آکر ہاتھ wave کیا اور یہ کہہ کر اندر چلی گئی۔

Thanks Ahmadiyya, Ahmadiyya has given us too much

سیرالیون لُنگی ائیر پورٹ پر land کرنے کے بعد فری ٹاؤن جانے کے لئے فیری پر سمندر عبور کرنا پڑتا ہے۔خاکسار جلسہ سے دوروز قبل پہنچا۔خاکسار جب فیری کے ذریعہ سمندر کو عبور کر رہا تھا کہ فیری پر اعلانات کے دوران اچانک جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی annoucement شروع ہو گئی اور مسافروں کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی جا رہی تھی۔فیری پر سمندر عبور کرتے وقت جماعت احمدیہ سے متعلق اعلانات سُننا اپنائیت کے ساتھ ساتھ عجیب مسحورکن ماحول کی عکاسی کر رہا تھا۔

•ایک دفعہ محترم امیر صاحب کے سیکرٹری نے سیر الیون براڈکاسٹنگ کے چیئرمین کو ملنے کا پیغام بھجوایا کہ امیر صاحب ملنے کیلئے آنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواباً کہا کہ ان کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں He is my papa میں خود ملنے کے لئے آؤں گا۔

•جماعت کی ہر گاڑی پر احمدیہ مسلم جماعت لکھا ہوا ہے۔ جس جگہ سے بھی وہ گاڑی گزرتی ہے۔ اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ نیشنل ہائی ویز اور بعض دوسری بڑی سڑکوں پر چیکنگ کی غرض سے پولیس نے بیریئر لگارکھے ہیں۔ مگر جب احمدیہ مسلم مشن کی گاڑی آتی ہے تو بغیر تفتیش کے بیریئر اُٹھا دیا جاتا ہے اور کم و بیش اس پوسٹ پر بیٹھا ہر پولیس مین اُٹھ کر سیلوٹ کرتے ہوئے الفاظ بولتا ہے ۔ احمدیہ ’’السلام علیکم‘‘

•جلسہ سالانہ کے دنو ں میں بعض پرائیویٹ اورپبلک ٹرانسپورٹ پر جلسہ سالانہ کے بینر لگے تھے اور بغیر کسی روک کے ان کو جانے دیا جا رہا تھا۔ ایک وقت تھا ہم پیراماؤنٹ چیفس سے رابطے کرتے تھےکہ احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے اجازت دی جائے۔ اب پیراماؤنٹ چیفس خود جماعت کو پیغام بھجواتے نظر آتے ہیں کہ میری چیفڈم میں آ کر پیغام بھی دیں اور مسجد اور اسکولز بھی بنائیں۔

• ابھی تو ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پیغامات موصول ہونے شروع ہو گئے جن پر غور ہو رہا ہے کہ آپ اپنے اشتہارات ٹی وی، ریڈیو، اخبارات میں دیں اور سڑکوں پر بھی لگائیں۔ ہم سپانسر کریں گے۔

خواتین سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء

کیا عورت باجماعت نماز نہ پڑھ کے ستائیں گنا ثواب سے محروم رہے گی یا اس کو اس لئے نماز باجماعت پڑھنا ضروری قرار نہیں دیا گیا کہ اسے کہیں ستائیں گنا ثواب نہ مل جائے اور اس سے محروم رکھا جائے۔ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک کے مناسب حال عمل ہیں۔

اگر ہم نے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے اور درست رکھنی ہے تو ایک مومن کے لئے مسلسل استغفار بہت ضروری ہے ۔
ایک مومن کو چاہئے وہ مرد ہے یا عورت کہ برائیوں سے بچنے کے لئے پکا ارادہ کرے اور اس پر پھر قائم رہے اور اس کے لئے اگر جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس کی بھی پرواہ نہ کرے۔

عبادتیں ایسی ہوں جو صرف ظاہری اظہار نہ ہوں بلکہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگیوں کو صَرف کرنے والی ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ حمد کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی نعمتوں کی شکر گزار بنیں۔
اللہ تعالیٰ نے جو بہتر حالات اور مالی بہتری مہیا فرمائی ہے اس کا شکر ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔
اگر ہمارے مرد اور ہماری عورتیں اس بات کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے والے ہوں تو ہمارے گھر بھی جنت کا نمونہ بن جائیں

’’جس کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھتا ہے کہ اسلام میں عورت کے حقوق نہیں اس کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا علم ہی نہیں‘‘

ایک احمدی ماں جو آج بچوں کی ماں ہے یا مستقبل میں بچوں کی ماں بننے والی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ اپنی گود سے ہی اگلی نسلوں میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا ادراک پیدا کریں۔
اس کے لئے کوشش کریں، ان کے لئے دعائیں کریں اوراحمدی باپوں کا کام ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹائیں

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی 2019ء کے موقع پر خواتین سے حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب مورخہ6جولائی 2019ء بمقام کالسروئے۔ جرمنی

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (النحل:98)

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (التوبة:112)

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں نیک اور مناسب حال عمل کرے گا مرد ہو کہ عورت ہم اس کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان تمام لوگوں کو ان کے بہترین عمل کے مطابق ان کے تمام اعمال صالحہ کا بدلہ دیں گے۔

پس یہ ہے خدا تعالیٰ کا انصاف کہ مردوں عورتوں دونوں کو ان کے عمل کا بدلہ ہے۔ بعض باتیں مردوں کے لئے فرض ہیں یا ان کے حالات کے مطابق ضروری ہیں اور عورت کے لئے اس طرح فرض اور ضروری نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے فرائض اور ڈیوٹیوں کی فہرست بھی بتا دی کہ اسلامی معاشرے میں عورت کے کیا فرائض ہیں اور مرد کے کیا فرائض ہیں۔ ان کی ایک لمبی فہرست ہے وہ تو میں اس وقت بیان نہیں کرسکتا۔ مثال دیتا ہوں مثلاً نماز کو ہی لے لیں۔ مردوں پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ وہ سوائے اشد مجبوری کے نماز باجماعت مسجد میں جا کر ادا کریں جبکہ عورت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ حتّٰی کہ جمعہ بھی عورت کے لئے اس طرح فرض نہیں ہے جس طرح مرد کے لئے فرض ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ حدیث 1067)

مرد کو یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم باجماعت نماز پڑھو تو تمہیں اس کا ستائیس گنا ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الآذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ حدیث 645)

تو کیا عورت باجماعت نماز نہ پڑھ کے ستائیں گنا ثواب سے محروم رہے گی۔ یا اس کو اس لئے نماز باجماعت پڑھنا ضروری قرار نہیں دیا گیا کہ اسے کہیں ستائیں گنا ثواب نہ مل جائے اور اس سے محروم رکھا جائے۔ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک کے مناسب حال عمل ہیں۔ اگر وہ ان عملوں کو سرانجام دے رہا ہے تو چاہے وہ مرد ہے یا عورت ہے، اسے ثواب ملے گا۔ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا اور اپنی گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنا ہی اسے مرد کے برابر ثواب کا مستحق قرار دے دے گا ۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ایک عورت کو فرمایا تھا کہ تمہارا اپنے گھروں کو سنبھالنا اور بچوں کی تربیت کرنا تمہیں اتنے ہی ثواب کا مستحق قرار دے گا یا بنائے گا جس کا ایک مرد اسلام کے راستے میں جانی و مالی جہاد کر کے مستحق ہوتا ہے۔

(الجامع لشعب الایمان جلد 11 صفحہ 177-178 حدیث 8369 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون ریاض 2003ء)

پس اگر عورت اپنے ذمہ کام کو سرانجام دے رہی ہے اور مرد اپنے ذمہ کام اور فرائض کو سرانجام دے رہا ہے اور دونوں اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں تو ان کی اس دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے اس کی رضا کو حاصل کرنے والی ہو گی اور آخرت میں بھی ان کے عمل کے مطابق انہیں بدلہ دیا جائے گا۔ پس جہاں اس آیت میں اسلام نے مرداور عورت دونوں کے حقوق کو تسلیم کیا ہے اور عورت مرد کو یہ کہا گیا ہے کہ تمہیں تمہارے عملوں کے مطابق بدلہ دیا جائے گا وہاں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اپنی حالتوں اور اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے عمل کرو۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔

اس آیت میں ان لوگوں کے اعتراض کی بھی نفی کی گئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام عورتوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتا۔ اسلام نہ صرف نیک عمل کرنے والی عورتوں کو چاہے بظاہر اس کے عمل مرد کی نسبت کم محنت والے اور مشقت والے نظر آتے ہوں، اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خبر دے کر اللہ تعالیٰ کے انعامات سے نوازنے کا اعلان کرتا ہے۔یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات سے نوازنے کا اعلان کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر مرنے کے بعد بھی بہترین اجر کا اعلان کرتا ہے۔ پس یہ ان لوگوں کی جہالت ہے جو اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مرد اور عورت کے برابری کے حقوق نہیں ہیں اور ان لوگوں کی ان غیر مسلموں سے بڑھ کر جہالت ہے جو اس دنیاوی طور پر ترقی یافتہ معاشرے کی نام نہاد آزادی سے متاثر ہو کر کسی بھی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اسلام کی سچائی اور اسلام میں اپنے حقوق کے بارے میں سوچ میں پڑ جاتے ہیں یا کہنا چاہئے کہ عورتیں اور پڑھی لکھی نوجوان لڑکیاں اور لڑکے، خاص طور پر لڑکیوں کی بات کر رہا ہوں، اس سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ اسلام نے ہمیں ہمارے حقوق دیئے بھی ہیں کہ نہیں۔

پس اپنوں یا غیروں جس کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھتا ہے کہ اسلام میں عورت کے حقوق نہیں۔ اس کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا علم ہی نہیں۔ آج ہر احمدی کا کام ہے کہ دنیا کو بتائے کہ دین کیا ہے؟ ہمارے حقوق کیا ہیں اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے آتے ہیں اور مذہب اس دنیا کی زندگی اور مرنے کے بعد کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کی بات کرتا ہے اور ایک دنیا دار صرف اس دنیا کی زندگی کو ہی اپنا مقصد حیات سمجھتا ہے۔ پس یہ بات ہر احمدی مرد اور عورت اور لڑکے اور لڑکی کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ اسلام جو کامل اور مکمل شریعت ہے جس میں مرد اور عورت ہر ایک کے حقوق اور فرائض اور ذمہ داریوں کی وضاحت کر دی گئی ہے اور ان پر عمل کر کے ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اسے ہم نے اپنی زندگیوں پر لاگو کرنا ہے اور غیر مذہبی لوگوں یا دنیا دار لوگوں سے متاثر نہیں ہونا اور نہ صرف متاثر نہیں ہونا بلکہ ان کو مذہب کی حقیقت بتانی ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ کے قریب لانا ہے۔ ان کو ان کی جاہلانہ سوچوں کی نشاندہی کر کے بتانا ہے کہ ہم جو احمدی مسلمان ہیں ٹھیک ہیں اور ہمارا مذہب کے بارے میں جو نظریہ ہے وہ ٹھیک ہے۔ ہمارا خدا تعالیٰ کے بارے میں جو نظریہ ہے وہ ٹھیک ہے اور تم غلط ہو۔ پس اس سوچ کے ساتھ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی زندگی گزارنی ہے۔ اپنے آپ کو خداتعالیٰ کے احکامات کا پابند کرنا ہے اور دنیا کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کا قائل کرنا ہے۔ جب یہ ہو گا تبھی ہم حقیقی احمدی کہلا سکیں گے۔ تبھی ہمارے یہ جلسے منعقد کرنے کا فائدہ ہے۔

ہر سال آپ اجتماع کر لیں، تربیتی کلاسیں منعقد کر لیں، جلسے منعقد کر لیں اور اس بات پر خوش ہو جائیں کہ ہماری اتنی حاضری ہے اور خلیفۂ وقت نے ہم سے خطاب کیا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وقتی جوش بے فائدہ ہے۔ مقررین کے، یہاں تقریریں کرنے والوں کے بعض فقرات بھی آپ کو وقتی طور پر جذباتی کر دیتے ہیں تو وقتی طور پر جذباتی ہونا یہ بے فائدہ چیز ہے جب تک ایک لگن اور کوشش کے ساتھ ان نیک باتوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ نہ بنائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو نہیں سمجھتیں یا سمجھنے کی کوشش نہیں کرتیں یا سن کر سمجھ کر پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں تو آپ کا علم، آپ کی عقل، آپ کی روشن دماغی سب بے فائدہ ہیں۔

پس نیک اعمال کے لئے جہاں ان جلسوں میں بیان کی گئی باتوں سے فائدہ اٹھائیں وہاں اللہ تعالیٰ کی باتوں کی تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تبھی ان جلسوں اور ان کارروائیوں کا فائدہ ہے۔ جیسا کہ آیت کے حوالے سے میں نے ذکر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کے نیک عمل پر جزا دینے کا کہا ہے اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے جزا کی بشارت پانے والوں کے بعض اعمال کا ذکر کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ جو لوگ توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، خدا کی حمد کرنے والے ہیں، خدا کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم دینے والے ہیں، بری باتوں سے روکنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں ایسے مومنوں کو تو بشارت دے دے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (البقرۃ:224) تو اس بشارت میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

ان خوشخبری پانے والوں کے لئے پہلی بات جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ وہ توبہ کرنے والے ہیں۔ توبہ کیا ہے؟ توبہ یہ ہے کہ جن باتوں، برائیوں، گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان سے رکنا۔ دنیا داروں کی نظروں، ان کے طنزیہ فقروں، ان کے ڈراووں سے متاثر نہیں ہونا۔ آزادی کے نام پر ان دنیا داروں کے پیچھے نہیں چل پڑنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ توبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 190)

پس یہ معیار ہے ایک مومن کا چاہے وہ مرد ہے یا عورت کہ برائیوں سے بچنے کے لئے ایک پکا ارادہ کرے اور اس پر پھر قائم رہنا ہے اور اس کے لئے اگر جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس کی بھی پرواہ نہیں کرنی۔ نہ یہ کہ اس دنیا کی رنگینیوں یا لوگوں کی باتوں سے متاثر ہو کر ان دنیوی برائیوں میں پڑ جانا اور پھر اس حد تک چلے جانا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی دل سے نکل جائے۔

اس قسم کی توبہ کرنے اور دنیاوی آلائشوں اور برائیوں سے بچنے کے لئے استغفار ضروری ہے جہاں ان سب دنیاوی برائیوں سے انسان بچ سکے۔ آج کل تو قدم قدم پر دنیاوی برائیاں ہیں۔ ٹی وی کھول لیں وہاں برائیاں۔ انٹرنیٹ کھول لیں وہاں برائیاں۔ بازار میں چلے جائیں وہاں برائیاں۔ سکول میں چلے جائیں وہاں برائیاں۔ نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے میں کوئی ایسی محفوظ جگہ نہیں ہے جہاں برائیاں نہ ہوں۔ پس ان سے بچنے کے لئے توبہ اور استغفار ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ لکھا کہ توبہ کی قوت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے استغفار کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ اگر ان گناہوں سے بچنا ہے، اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے تو مستقل استغفار کرتے رہو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ 69)

یہ میرے الفاظ ہیں۔ آپؑ کی باتوں کا مفہوم یہی ہے۔ پھر آپؑ نے لکھا کہ بعض وقت انسان نہیں جانتا اور ایک دفعہ ہی زنگ اور تیرگی اس کے قلب پر آ جاتی ہے۔ اس لئے استغفار ہے کہ وہ زنگ اور تیرگی نہ آوے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد4 صفحہ 255)

دنیا کے شغلوں، اس کے کاموں، اس کے کھیل کود اور لہو و لعب میں آج کل اتنی زیادہ attraction ہے اور انسان کا دل اس حد تک اس کی طرف مائل ہونے کی کوشش کرتا ہے کہ اس طرح دل پر زنگ لگ ہی جاتا ہے۔ جو چمک دین کی، روشنی کی، صفائی اور ستھرائی کی اور دل کے مصفّٰی ہونے کی ہے وہ ماند پڑ جاتی ہے اور دنیا کی جو رنگینیاں ہیں وہ غالب آ جاتی ہیں۔ اور دنیا کی جو یہ رنگینیاں ہیں یہی زنگ ہے بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ تیرگی آ جاتی ہے، بالکل اندھیرے میں انسان چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کے دین اور اس کی تعلیم کی روشنی سے انسان میلوں دور ہوتا ہے اور آجکل کے معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور دنیا کی عارضی روشنی اور چکا چوند اس کو زیادہ روشن ہو کر نظر آتی ہے۔

پس اگر ہم نے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے اور درست رکھنی ہے تو ایک مومن کے لئے مسلسل استغفار ضروری ہے اور سچی توبہ کے لئے محنت ضروری ہے۔ پس ہمیں اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ زنگ کو دور کرنے اور اندھیروں کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک خاص کوشش سے قدم بڑھانے کی ضرورت ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عبادت بھی ضروری ہے۔

توبہ کرنے کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ عبادت کرنے والوں کو بشارت ہے۔ عبادت کے جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں ان میں سب سے اہم نماز ہے۔ عورت گھر کی نگران ہونے کے لحاظ سے اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کی بھی نگران ہے اور اس کو کرنی چاہئے۔ عورتوں میں، ماؤں میں نمازوں کی عادت ہو، اس کا اہتمام ہو تو یہ چیز بچوں کو بچپن سے ہی نمازوں کی طرف توجہ دلانے والی ہوتی ہے۔ اور عموماً ایسی ماؤں کے بچے نمازی ہوتے ہیں اور ایسی عورتیں اور ایسی مائیں ایسے بچوں کو پروان چڑھا رہی ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے والے ہیں۔ بے شک ایک عمر کے بعد بچے باپ کے عمل سے بھی بہت متاثر ہوتے ہیں اور خاص طور پر لڑکے جو باپوں سے متاثر ہو رہے ہوتے ہیں اس لئے میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، پھر میں کہتا ہوں کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ باپ ذمہ دار نہیں ہے اور یہ صرف ماؤں کی ذمہ داری ہے۔ ماؤں کی انتہائی کوشش اور دعاؤں کے بعد اگر بچے باپوں کے عمل دیکھ کر بگڑتے ہیں تو ایسے باپ بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ لیکن اچھی تربیت کرنے والی مائیں، بچوں کو عبادت گزار بنانے کی کوشش کرنے والی مائیں کم از کم اپنی اس کوشش کی وجہ سے جو وہ بچوں کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت حاصل کرنے والی بن جائیں گی اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ باپوں کے عملوں کی وجہ سے بگڑنے والے بچے ایک وقت میں ماؤں کی دعاؤں اور تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والے بن جاتے ہیں، نیکیوں کے راستے کی طرف چل پڑتے ہیں۔

پس بے شک بعض ماؤں کے لئے بچوں اور خاص طور پر لڑکوں کی تربیت ایک خاص عمر کے بعد بہت بڑا چیلنج بن جاتی ہے لیکن ماؤں کو ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ اور پھر خاص طور پر لڑکیاں تو عموماً ماؤں کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ اگر لڑکیاں بگڑ رہی ہیں تو یہ تو خالصةً ماؤں کا قصور ہے۔ اگر لڑکیاں آزادی کی طرف جا رہی ہیں تو یہ خالصةً ماؤں کا قصور ہے۔ اگر لڑکیاں یونیورسٹیوں میں جا کر غلط قسم کی دوستیاں لگانی شروع کر دیتی ہیں تو ماؤں کو فکر کرنی چاہئے اور دعائیں زیادہ کرنی چاہئیں۔ اگر ہماری لڑکیاں سنبھل جائیں جو ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت سنبھلی ہوئی ہے تو اگلی نسل کے سنبھلنے کے امکان زیادہ روشن ہو جاتے ہیں۔ جب عورتوں میں یہ احساس اور روح قائم رہے گی کہ ہم نے اگلی نسل کو خدا تعالیٰ کے ساتھ

جوڑنے کی ذمہ داری اپنی تمام تر طاقتوں سے نبھائی ہے تو نسلوں میں دین قائم رہے گا۔ پس مردوں کے عمل سے عورتیں مایوس نہ ہوں۔ ان ملکوں میں یہ بات بھی میرے سامنے آتی ہے کہ اگر مرد بگڑ رہے ہیں تو عورتیں بھی اپنی ذمہ داری صحیح رنگ میں نہیں نبھا رہیں۔ پس بعض عورتیں ایسی ہیں اور فکر کی بات یہ ہے کہ ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ پس عورتیں اپنے آپ کو دیکھیں اور دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کریں تو اللہ تعالیٰ میں بڑی طاقتیں ہیں وہ ان کے مردوں کی بھی اصلاح کر دے گا اور اس دنیا میں بھی وہ جنت کو دیکھنے والی بن جائیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ حمد کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی نعمتوں کی شکر گزار بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو بہتر حالات اور مالی بہتری مہیا فرمائی ہے اس کا شکر ادا کریں۔ جب حقیقی حمد کی طرف توجہ پیدا ہو گی تو یہ خیال دل میں مضبوط ہو گا کہ تعریف کے قابل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور میرے حالات کی بہتری اگر ہو سکتی ہے تو خدا تعالیٰ کے ساتھ جڑے رہنے سے ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے اور اگر کبھی مشکلات اور تنگیوں کا سامنا کرنا بھی پڑے تو اللہ تعالیٰ کی حمد میں تب بھی کمی نہیں ہونی چاہئے۔اللہ تعالیٰ کی حمد میں کمی ناشکری کی طرف لے جاتی ہے اور ناشکری خدا تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے۔ پس ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کی حمد کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔ بعض دفعہ بعض نوجوان لڑکیوں میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم نے دعا بھی کی، کسی کام کے حصول کے لئے محنت بھی کی، اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کی لیکن ہماری منشا کے مطابق، ہماری خواہش کے مطابق ہمیں نتیجہ نہیں ملا اور اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ سے دور جانا شروع ہو جاتی ہیں اور یہ لڑکوں میں بھی بہت بڑا مرض ہے ۔ اگر یہ دماغ میں ہو کہ صرف اس دنیا پر ہی ہمیں نظر نہیں رکھنی بلکہ مرنے کے بعد کی زندگی بھی ایک زندگی ہے جیسا کہ ابھی نظم میں بھی آپ نے بڑی تفصیل سنی اور اللہ تعالیٰ کے انعامات بڑے وسیع ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف ہمیشہ توجہ رہے گی اور انسان پھر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنا رہے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اگر تم شکر گزار ہو گے تو میں ان نعمتوں کو اور بڑھاؤں گا۔ پس ہر حالت میں حمد اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ایک مومن مرد اور عورت کا خاصہ ہونی چاہئے۔

پس ہمیشہ ہر مومن کو یہ بات اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ انعامات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہیں نہ کہ میری کسی خوبی کی وجہ سے۔ اور اگر کوئی عارضی مشکل بھی پڑتی ہے تو پھر بھی میں نے اللہ تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑنا اور نہ اپنے بچوں کے سامنے کبھی اس قسم کا اظہار کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہمیشہ اور ہر حال میں ایک مومن کو صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ جو مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رکھے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر فضل بھی فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہمیں بشارت بھی دی ہے۔ یہ خوشخبری بھی دے رہا ہے کہ اگر تم مستقل مزاجی سے قائم رہو گے تو تمہیں بشارت ہو۔

پھر یہاں مومن کی ایک خصوصیت یہ بتائی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں۔ آپ میں سے اکثر جو یہاں آئی ہیں یا مرد ہیں جو یہاں آئے ہیں وہ اس لئے آئے ہیں کہ ان کے ملک میں ان پر حالات تنگ کئے گئے اور ہجرت کرنی پڑی اور ان ممالک میں پناہ لینی پڑی۔ پس اس لحاظ سے آپ کے سفر بھی خدا کی راہ میں سفر ہیں۔ اپنے دین کو بچانے کے لئے ہیں یا دین کی وجہ سے زندگیوں کو بچانے کے لئے آپ نے یہ سفر کئے ہیں۔ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن میں کوئی ایسی قابلیت نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ کہہ سکیں کہ ہم ان ملکوں میں آئے ہیں اور اپنی کسی قابلیت کی وجہ سے ہماری ہجرت ہے۔ پس جب ہجرت اس نام پر کی ہے کہ ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہو اور ہم خدا تعالیٰ کا حق ادا کر سکیں تو پھر خدا تعالیٰ کی باتوں کو ماننا بھی ضروری ہے اور یہاں آ کر جو مالی بہتری اور اکثر کو کشادگی پیدا ہوئی ہے، وسعت پیدا ہوئی ہے وہ مزید اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے و الے بنیں۔

پس اگر آپ اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور حقیقت پر بنیاد رکھیں تو اکثریت اس بات کی گواہی دے گی کہ آپ کے سونے کے کڑے اور زیور اور بُندے اور لاکٹ اور گھر اور اچھے کپڑے اور کاریں یہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنے اور اپنے دین کو بچانے کی وجہ سے انعام دیا ہے۔ یہاں اکثر کے بچے پڑھ لکھ گئے ہیں۔ اگر پاکستان میں رہتے تو شاید اکثریت کو اس طرح پڑھنے کا موقع نہ ملتا اور خاص طور پر لڑکیوں کو تو اس وسیع طور پر بالکل موقع نہ ملتا جو یہاں ان کے پڑھنے کے انتظام ہیں۔ اور آج بہت ساری لڑکیوں نے میڈل لئے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پس نوجوانوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے والدین جو دین کی وجہ سے ہجرت کر کے ان ملکوں میں آئے ہیں یہ ان پر ذمہ داری ڈالتے ہیں کہ اپنے خدا کی عبادت اور اس کی حمد اوراس سے تعلق میں مضبوط تر ہوں نہ کہ دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے، مختلف برائیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو بھول جائیں۔ یہاں کے ماحول سے متاثر ہو کر آزادی کی طرف چلی جائیں۔ پس یہاں آنے والوں اور ان کی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتے ہوئے اس کے آگے جھکتے چلے جانا چاہئے جس نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو خوشخبری دینے کے وعدے کیے ہیں اور باوجود آپ کی بہت سی کمزوریوں کے انھی وعدوں کو پورا بھی کیا ہے۔

پھر بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یہاں حکومت پر بوجھ ہیں اس کے باوجود آپ کو حکومت اس لئے برداشت کر رہی ہے کہ آپ دین کی خاطر ہجرت کر کے آئے ہیں۔ پس سوچیں اور غور کریں کہ کیا ان تمام انعامات پر اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر رہے ہیں؟ یہاں چند سال رہ کر بھول جاتے ہیں کہ اگر پاکستان میں جماعت کے حالات خراب نہ ہوتے تو یہاں کی حکومتیں آپ کو ایک منٹ بھی یہاں ٹکنے نہ دیتیں۔ اب بھی بعض سرکاری حکام یا جج جو مسلمانوں کے خلاف بُغض رکھتے ہیں یا ان پر مسلمانوں کا غلط تاثر قائم ہو گیا ہے۔ وہ غلط تاثر بعض مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے بھی ہوا ہے تو مسلمانوں ہی کی غلطی ہے کہ اس عمل کی وجہ سے غلط تاثر قائم ہوا ہے۔ اسائلم کیسز منظور نہیں کرتے اور پھر اکثریت جب اپیل میں جاتی ہے اور ملک کے قانون کے مطابق جو ہمارے خلاف وہاں قانون ہے اپنے حالات بتاتی ہے تو متعلقہ محکمے یہاں رہنے کی منظوری دے دیتے ہیں۔ یہ یورپ کے بہت سارے ملکوں میں، جرمنی میں بھی ہو رہا ہے۔ پس انسان کو ہمیشہ شکر گزار ہونا چاہئے اور کبھی احسان فراموش نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں کی حکومتوں کے جہاں شکر گزار ہوں وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ شکر گزاری اس طرح ہونی چاہئے کہ حکومت سے غلط بیانی کر کے امداد لینے سے ہمیشہ بچیں اور یہاں آ کے کوئی کام تلاش کریں ۔ بجائے مدد لینے کے کام تلاش کر کے حکومتوں پر بوجھ بننے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ صدقے کھانے کے بجائے دینے والا ہاتھ بنیں اور اس کے ساتھ ہی وہاں سب آنے والوں پر یہ بھی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کریں کہ اس نے یہاں آ کر رہنے کے سامان پیدا فرمائے اور مالی کشائش عطا فرمائی۔

بعض لڑکے اور لڑکیاں یہاں شادی کر کے آتے ہیں اور پھر چند دن بعد طلاق اور خلع کے جھگڑوں میں پڑ جاتے ہیں۔ بعض تو آتے ہی اس نیت سے ہیں۔ شروع سے ہی لگ رہا ہوتا ہے کہ یہاں ویزا لگ جائے گا تو پھر جو مرضی ہے کریں گے۔ ان کے سفر خدا تعالیٰ کی راہ میں نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سفر کے نام پر یہ دھوکا ہے اور اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے لوگ جو ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری کے بجائے اس کی ناراضگی کامورد بنیں گے ۔ اس دنیا میں چند سال شاید اس دھوکے کی وجہ سے اچھے گزر جائیں لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ نیّتوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور مرنے کے بعد اس کی پکڑ میں ہم آ سکتے ہیں۔ بعض کہہ دیں گے کہ ہماری نیّت یہ نہیں تھی۔ ٹھیک ہے مجھے دلوں کے حال کا نہیں پتا۔ لیکن خدا تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ اگر نیت نیک نہیں تھی تو ضرور وہ پکڑ سکتا ہے اور پھر ایسوں کو بشارت نہیں دیتا۔ پس ایسے مردوں اور عورتوں کو بھی اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دنیا اور آخرت میں حاصل کرنے والا بننا ہے تو اپنے اندر بھی اور اپنی اولاد کے اندر بھی یہ احساس پیدا کریں کہ ہمارے سفر دین کی وجہ سے ہیں اور یہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم پہلے سے بڑھ کر اپنے آپ کو جماعت سے جوڑیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پہلے سے بڑھ کر عمل کریں اور کبھی بے وفائی نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث آپ کی نسلیں بھی بنتی چلی جائیں گی ۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن خوشخبریاں پانے والے ہیں۔ وہ رکوع و سجود کرنے والے ہیں۔ عبادت کے ذکر میں اس بارے میں کچھ وضاحت آ گئی تھی ۔ پھر اللہ تعالیٰ رکوع اور سجود کی طرف مومن کو توجہ دلاتا ہے یعنی عبادتیں ایسی ہوں جو صرف ظاہری اظہار نہ ہوں بلکہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگیوں کو صَرف کرنے والے ہوں۔ یہ حقیقی رکوع و سجود ہیں اس کے ہر حکم پر لبیک کہنے والے ہوں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ سجدے کی حالت وہ ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب ما یقول فی الرکوع والسجود حدیث 482)

پس ظاہری طور پر بھی نمازوں میں ایسے سجدے ہوں جو دنیا سے کٹ کر سجدے ہوں

اور خالص طور پر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے سجدے ہوں۔ پس ایسے رکوع اور سجدے ہم میں سے ہر ایک کو کرنے چاہئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ اگر ہمارے مرد اور ہماری عورتیں اس بات کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے والے ہوں تو ہمارے گھر بھی جنت کا نمونہ بن جائیں اور ہم معاشرے میں بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا کر اسلام کے خلاف تحفظات کو دور کرنے والے ہوں۔ پس ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کس حد تک ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔ مرد یہ نہ سمجھیں کہ یہ صرف عورت کی ذمہ داری ہے کہ نیکی کی تلقین کرے اور برائیوں سے روکے بلکہ مردوں کی بہت بڑھ کر ذمہ داری ہے اور آج میں عورتوں میں خطاب کرتے ہوئے مردوں کو بھی یہ پیغام دیتا ہوں کہ جب تک وہ عورتوں کی مدد نہیں کریں گے اور نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے روکنے کے اپنے عملی نمونے نہیں دکھائیں گے آپ کی نئی نسل کی رُکنے کی ذمہ داری نہیں دی جاسکتی۔ اگر مردوں نے اپنا کردار ادا نہ کیا تو اس کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ آپ کی نسلیں برائیوں سے رُکیں گی اور نیکیوں پر عمل بجا لانے والی ہوں گی۔ عورتیں گھروں میں یہ نمونے قائم کریں اور مرد گھر اور باہر ہر جگہ یہ نمونے قائم کریں اور دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے بجائے دین کو مقدم کریں تو پھر دیکھیں کہ آپ وہ نسل پروان چڑھائیں گے جو اس آزاد دنیا میں رہنے کے باوجود دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوگی، صرف عہدوں میں نعرے لگانے والی نہیں ہو گی۔

نئ نسل میں یہاں کے ماحول کی وجہ سے نیکی اور برائی کا اسلامی تصور کم ہو رہا ہے۔ اس ماحول کے بداثرات سے اگر اپنی نئ نسلوں کو بچانا ہے تو پھر دونوں کو مل کر ایک مشترکہ کوشش کرنی ہو گی جو نیکیوں کے پھیلانے کے لئے ہو اور برائیوں سے روکنے کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو احکام دیے ہیں، جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے اور جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا ہے ان کو تلاش کریں اور ان کو تلاش کر کے اس پر پھر عمل کی ضرورت ہے۔ اگر ہر گھر اس سوچ کے ساتھ یہ کوشش کرے کہ دنیا کے بداثرات سے ہم نے اپنی نسلوں کو بچانا ہے تو تبھی ہم نسلوں کو سنبھال سکتے ہیں ، تبھی ہم اپنی اولادوں کو سنبھال سکتے ہیں۔ دین اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف دنیا والے اپنی بھرپور کوشش کر رہے ہیں ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کا توڑ کریں۔ سکولوں میں بچوں کو آزادی کے نام پر غلط قسم کی باتیں بتائی جاتی ہیں اس کا توڑ اور ردّ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب مائیں پہلے خود اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق نیکی اور بدی کا علم حاصل کریں اور پھر بچوں کو ان برائیوں کے بارے میں بتائیں۔ اسی طرح یہ باپوں کا بھی کام ہے۔ معاشرے کی برائیوں کے بارے میں کھل کر اپنے بچوں کو بتانے کی ضرورت ہے۔ اگر نسلوں کو سنبھالنا ہے تو اس بارے میں اب شرمانے کی ضرورت کوئی نہیں ورنہ یہ نسلیں دین سے دور چلی جائیں گی۔ جس دین کو بچانے کے لئے آپ نے ہجرت کی تھی وہ دنیا کی رنگینیوں کی وجہ سے ہماری نسلوں کے دلوں سے نکل جائے گا۔ پس یہاں رہنے والے ہر احمدی کے لئے بڑے خوف اور فکر کا مقام ہے۔

نیکی کی تلقین نسلوں کو اچھا شہری بنانے کے لئے کریں۔ انہیں بتائیں کہ بعض ایسی باتیں جو قانوناً یہاں جائز ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُری ہیں اور ایک مومن کو اس سے بچنا چاہئے۔ ہاں ملک و قوم کی خدمت کا یہ تقاضا ہے کہ ہر احمدی کو اعلیٰ اخلاق کا حامل ہونا چاہئے۔ خدمت انسانیت کے لئے ہر احمدی کو صفِ اول میں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہر شخص کو بچانے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے تبلیغی میدان میں آگے بڑھیں اور یہی ملک و قوم کی حقیقی خدمت ہے جو ایک احمدی کر سکتا ہے نہ کہ انسانوں کے بنائے ہوئے آزادی کے نام پر فحاشی پھیلانے والے قوانین پر عمل کر کے۔ اللہ تعالیٰ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے قوانین کی حدود ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے وہی حقیقت میں انسانیت کی قدریں قائم کرنے کے اور انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کی ضمانت ہیں۔

پس ایک احمدی ماں جو آج بچوں کی ماں ہے یا مستقبل میں بچوں کی ماں بننے والی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ اپنی گود سے ہی اگلی نسلوں میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا ادراک پیدا کریں۔ اس کے لئے کوشش کریں، ان کے لئے دعائیں کریں اوراحمدی باپوں کا کام ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹائیں ورنہ آپ سب کے عہد کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے جھوٹ اور زبانی دعوے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان عہدوں کے پورا نہ کرنے کے بارے میں پھر ضرور پوچھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم نے جو عہد بیعت کیا ہے اسے پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ

’’خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔‘‘ پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’...خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی رِیس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی انہی کے قدم پر چلیں‘‘(یہ نہ سوچو) ’’سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔‘‘ وہ تو خدا سے غافل ہو چکے ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلا رہا ہے اور جس کی خاطر تم نے مسیح موعودؑ کو مانا ہے، اسلام قبول کیا ہے۔ فرمایا ’’...... میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا‘‘ کام اور حرفت وغیرہ ہیں، کام ہیں، نوکری ہے، دکانداری ہے، تجارت ہے، صنعت ہے، اس سے آپؑ نے فرمایا میں نہیں روکتا ’’مگر تم ان لوگوں کے پیرَو مت بنو جنھوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے‘‘ یہ نہیں کہ منہ سے زبانی کہہ دیا اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے ’’بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت، ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو۔ اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو۔‘‘ اپنی تدبیریں جو دنیاوی تدبیریں ہیں ان کے لئے پلاننگ کرو لیکن اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو۔ سجدے کرو اور رکوع کرو اور نمازیں پڑھو اور دعائیں کرو‘‘ کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے ان شاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟‘‘ تمہاری تدبیریں جو ہیں، تمہاری کوششیں ہیں، وہ اگر کامیاب ہو سکتی ہیں یا کھڑی رہ سکتی ہیں یا تمہیں بچا سکتی ہیں تو صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے آگے جھکو، وہی شہتیر ہے، ایک بیم (beam) ہے۔ اگر گھر کا بیم گر جاتا ہے تو کمرہ بھی نیچے جا پڑتا ہے،گھر بھی نیچے آ پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ’’اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یک دفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی ۔آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں‘‘ ان ملکوں کی ترقی یافتہ یہ نام نہاد آزاد قومیں، غیرمذہب لوگ جو ہیں کیوں کامیاب ہو رہے ہیں؟’’حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہش مند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22 تا 24)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی باتوں کو سمجھنے والے ہوں۔ اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس دنیا کی لغویات اور بیہودگیوں سے بچنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کو بچانے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے جو عہد کیا ہے اس عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔اب دعا کر لیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری 2020ء)

☆☆☆☆☆

قسط نمبر 1

جمیل احمد بٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور آپؑ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت

غیب کی خبروں کا اظہار

حضرت مسیح موعودؑ پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار غیب کی خبروں کو ظاہر فرمایا۔ان پیشگوئیوں میں سے بعض کو آپ نے براہینِ احمدیہ حصہ سوم و چہارم میں درج فرمایا ۔ بعد میں ان کی اشاعت ساتھ ساتھ ہوتی رہی۔ ان میں سے وقتِ تحریر پوری ہو جانے والی بعض پیشگوئیوں کا آپ اپنی کتابوں میں ذکر بھی فرماتے رہے۔پوری ہونے والی ان سینکڑوں پیشگوئیوں پر مستزاد بہت سی ایسی پیش گوئیاں بھی ہیں جو بار بار پوری ہوئیں۔ ایسی ہی ایک پیشگوئی کا آپ نے یوں ذکر فرمایا۔

’’براہینِ احمدیہ کی یہ پیشگوئی کہ ’’یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ‘‘جس پر 26 برس گزر چکے ہیں ایسے کھلے کھلے طور پر پوری ہوئی ہے کہ نہ ایک دفعہ بلکہ لاکھوں دفعہ اس نے اپنی سچائی ثابت کر دی ہے جس میں تائید اور نصرت الٰہی بھری ہوئی ہے ۔ پس ایسی پیشگوئی بجز خدا کے کسی خاص برگزیدہ کے دوسروں سے ہر گز ظہور میں نہیں آ سکتی۔ اگر آسکتی ہے تو کوئی اس کی نظیر پیش کرے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ606حاشیہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے پوری ہونے والی پیشگوئیوں کو ایک محتاط اندازہ کے مطابق دس لاکھ شمار کیا ہے جیسا کہ 1905ءمیں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں چند ابتدائی عربی الہامات دہرانے اور ان کا ترجمہ تحریر کرنے کے بعدآپؑ نےفرمایا۔

’’ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں ۔وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے جو اوّل درجہ پر خارق عادت ہیں‘‘

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 72)

ان بار بار اور مسلسل پوری ہونے والی پیشگوئیوں میں شہرت ، تائید اور رجوع خلائق ہونے ، جماعت کی ترقی ہونے، بکثرت لوگوں کے آنے ، لاکھوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونے ، خدا کے ہمیشہ ساتھ رہنے ، اپنے اور ساتھی درویشوں کے لئے روٹی عطا ہونے، دشمنوں کے شر اور حملوں سے حفاظت اور ذلت کا ارادہ کرنے والوں کی ذلت کی خبریں شامل ہیں۔ ان پیش خبریوں کے پورا ہونے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور ہر دَور کے اور ہر ملک کے احمدی ان کے پورا ہونے پر گواہ ہیں ۔

غیب کی یہ خبریں ہمہ جہت تھیں۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی 6 صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ 1۔ اپنی ذات 2۔ اپنی بیوی 3۔ اپنی اولاد 4۔ اپنے دوستوں 5۔ اپنے دشمنوں 6۔ دنیا کی کسی اور چیز یا انسان کے متعلق ۔

(تریاق القلوب،روحانی خزائن جلد 15 صفحہ نمبر 151)

ان میں سے ہر صورت میں آپؑ پر اظہارِ غیب ہوا۔جن کے صرف چند عناوین درج ذیل ہیں۔ آپ کی تائید و نصرت، شہرت و ترقی ، بکثرت رجوع، بار بارمالی مدد ، کامیابیاں، قبولیت دعا ، عطائے علم و عرفان ، عطائے عربی فصاحت، عطائے معارفِ قرآن ، مقدماتِ کرم دین ، مارٹن کلارک، ٹیکس، ڈاک ، دیوار میں کامیابی ، درازیٔ عمر ، اپنے تین اعضاء پر رحمت ، آپ کی دعوت کی مقبولیت ، پھیلاؤ اور غلبہ ، سادات میں شادی، مبشر اولاد ، آپ کے دوستوں پر افضالِ الٰہی کا نزول ، اپنے بعض احباب کی بیماری سے صحت ، قادیان آمد ان کے اہل خانہ کی بیماری اور وفات ، امتحان میں کامیابی، بعض کاموں کا ہونا یا نہ ہونا،کابل کی شہادتیں،مخالفین کی ناکامی و نامرادی،ان کے شر سے حفاظت، مخالفین مولوی بٹالوی کی ذلت ، مجسٹریٹ چند ولال کی تنزلی، مخالف سعداللہ لدھیانوی کاابتر رہنا،مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پر 31 ماہ میں مصیبت آنا، آتھم، ڈوئی ، چراغ دین، مرزا احمد بیگ،محمد حسن بھیں، لیکھرام ، سہج رام سررشتہ دار، مولوی رُسل بابا ، بابوالٰہی بخش اکاؤنٹنٹ، اخبار شبھ چنتک کے سومراج، اچھر چند اور بھگت رام کی ہلاکت، آسمانی آفات از قسم طاعون ، وبائی ہیضہ ، سخت بارشیں، زلزلے اور عالمگیر جنگیں ۔

جماعتی اہم خبریں

مستقبل میں جماعت کی حیرت انگیز ترقی کے بارے میں آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خبریں دیں جیسے اپنے بعد قدرتِ ثانیہ (خلافت) کا ظہور، آپؑ کی ذریت و نسل میں بیسیوں اعلیٰ نشانوں والے مصلح موعود کاظہور ، آپؑ کی تبلیغ کا زمین کے کناروں تک پھیلنا ، جماعت کو MTA کا ملنا، بادشاہوں کا آپؑ کی بیعت میں آنا اور آپؑ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنا، آپؑ کے ماننے والوں کا علم و معرفت میں کمال حاصل کرنا اور سب سے آگے بڑھ جانا ، آپؑ کی نسل و ذریت کا پھیلنا اور مخالف جدی رشتہ داروں کی نسل کا منقطع ہو جانا، قادیان کی ترقی ، ہجرت کا ہونا ، حضرت عیسیٰؑ کا مخالفین کی کئی نسلوں تک آسمان سے نہ اُترنا ، تین سو سال میں جماعت کا عالمگیر غلبہ اور دیگر ۔

معروف لوگ

اس کے علاوہ آپؑ کو اپنے زمانہ کے معروف افراد جیسے سرسید احمد خان ، بابا گرو نانک ، نواب صدیق حسن خان، دلیپ سنگھ ، پنڈت اگنی ہوتری ، خلیفہ سید محمد حسن وزیر ریاست پٹیالہ ہوشیارپور ، شیخ مہر علی رئیس اور دیگر کے بارے میں بھی مختلف خبریں دی گئیں۔

عالمگیر تبدیلیاں

دینی مہمات کے ساتھ ان پیشگوئیوں میں عالمگیر تبدیلیوں کی خبریں بھی تھیں۔ جیسے تقسیم بنگال اور اس کے نتائج۔ ایک مشرقی طاقت کے عروج اور کوریا کا متاثرہونا ، خلافتِ عثمانیہ کے مشکل حالات ، افغانستان کی بدحالی اور اس پر بیرونی طاقتوں کی یلغار،ملکِ شام میں آپؑ پر ایمان لانے والے ابدال کا ظہور، عظیم جنگیں، زارِ روس کی حکومت کا خاتمہ ، اپنے بعد سات آٹھ سالوں میں حکومتِ برطانیہ کا زوال ، آریہ سماج کا زوال وغیرہ جیسی اہم خبروں پر مشتمل تھیں جنھوں نے اپنے اپنے وقت پر پورا ہو کر عالمی سیاست پر نمایاں اثر ڈالا ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو غیب کی جو خبریں بتائیں ان میں سے بیشتر آپؑ کی حیات میں پوری ہوئیں اور مخالفین اور ایک زمانہ ان پر گواہ ہوا۔ بعض آپؑ کے بعد اپنے اپنے وقت پرپوری ہوئیں اورکئی ہر روز پوری ہوتی ہیں۔

بے مثل

اظہارِ غیب کی یہ کثرت بے مثل تھی ۔اس حقیقت کا آپؑ نے بار بار اظہار فرمایا اور مقابلہ کی دعوت بھی دی لیکن آپؑ کے درج ذیل یہ چیلنج کوئی قبول نہ کر سکا۔

’’میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں ۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے‘‘ (ضرورۃ الامام،روحانی خزائن جلد13صفحہ497)

’’اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔‘‘

(اربعین نمبر1 ،روحانی خزائن جلد 17صفحہ 346)

’’اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے ....تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا ۔ کیا کوئی ہے ؟ !! کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 181)

قبولیت دعا

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں بکثرت قبول فرماتا تھا ۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔

’’میں کثرتِ قبولیتِ دعا کا نشان دیا گیا ہوں ۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے ۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں 20 ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 497)

آپؑ کی پایہ قبولیت کو پہنچنے والی دُعاؤں کی کل تعداد جو 1897ء میں ہی20 ہزار ہو چکی تھی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ان میں سے اپنے، اپنے اہل و عیال اور قریبی دوستوں یا مخالفین سے متعلق بعض دعاؤں کا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں ذکر بھی فرمایاہے۔ لیکن قبولیتِ دعا کے یہ ان گنت واقعات ان تمام رفقاء کی زندگیوں میں بکھرے ہوئے ہیں جن کا یہ ہر روز کا معمول تھا کہ وہ اپنے ہر قسم کے چھوٹے بڑے معاملات کے لئے حضرت مسیح موعودؑسے دعا کے درخواست گزار ہوتے اور پھر ان دعاؤں کی قبولیت کے گواہ بنتے ۔

چند مقبول دعائیں

ذکر کی جانے والی ان مقبول دعاؤں میں سے بہت سی ایسی بھی تھیں جن کی قبولیت کی اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبل از وقت خبر بھی دی اور یوں یہ دعائیں قبولیت کا اور ان کی قبولیت کی پیشگوئی کا بھی نشان ہوئیں۔ کتاب حقیقۃالوحی میں مذکور ایسی 10 دُعائیں یہ ہیں۔

1۔ حضرت مولانا نور الدینؓ کے موجود اکلوتے بیٹے کے فوت ہو جانے پر ان کے لئے دُعا کی اور یہ اطلاع ملی کہ ’’تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہو گا‘‘ اور اس کا یہ نشان بتایا گیا کہ اس کے بدن پر بہت پھوڑے نکلیں گے پھر حضرت مولوی صاحب کے ہاں بیٹا عبدالحیٔ پیدا ہوا اور اس کے پھوڑے نکلے ۔ (صفحہ نمبر 230)

2۔ قادیان کے آریہ شرمپت داس اپنے بھائی بشمبر داس کی سزائے قید پر دُعا کا درخواست گزار ہوا۔حضرت مسیح موعودؑ نے دُعا کی اور کشف میں دیکھا کہ اس کی سزا نصف ہو گئی ہے اور پھر اپیل میں ایسا ہی ہوگیا۔

(صفحہ نمبر 232)

3۔ 15 ۔اگست1906 ءکو یکدم آپ کا نصف حصہ

اسفل بدن کا بے حس ہو گیا ۔ شماتتِ اعداء کے خیال کے ساتھ دعا کی اور الہام ہوا کہ ” خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا“ اور پھر اس کے آدھے گھنٹے کے بعد مرض کا نام و نشان نہ رہا۔ (صفحہ نمبر 245)

4۔آپ کو الہاماً دہلی میں شادی کی خبرملی تو شادی کے اخراجات کی فکر ہوئی اور جنابِ الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا ”ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ سامان کنم و آنچہ درکارِ شمار با شدعطا ئے آں کنم“ یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہو گا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی ۔ آپ دیتا رہوں گا ۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جیسا کہ فرمایا ۔

”یا وہ زمانہ تھا کہ بباعثِ تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پرایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غربا اور درویش اس لنگر میں روٹی کھاتے ہیں۔“ (صفحہ نمبر 247)

5۔ ”نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امورِ معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں ۔ جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے ۔ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی اورپھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے۔“ (صفحہ 257)

6۔ ”سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس......کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہو گئی تھی۔ انہوں نے دعاکے لئے درخواست کی تب یہ الہام ہوا۔

”قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بنا وے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے“

تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحاتِ مالی شروع ہو گئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔“ (صفحہ 259۔ 260)

7۔آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے ۔ صرف استخوان باقی رہ گیا اور یہ خیال کیا گیا کہ صرف چند روز کی بات ہے۔ تب آپؑ نے ان کی صحت کے لئے دعا کی جس سے تغیر پیدا ہو گیا اسی اثناء میں خواب میں انہیں قدموں چلتے دیکھا۔ پندرہ دن میں صحت کے آثار ظاہر ہو گئے اور آہستہ آہستہ پورے تندرست ہو گئے اور پندرہ سال زندہ رہے ۔ (صفحہ 265)

8۔ایک دفعہ آریہ ملاوامل مرضِ دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے۔ دعا کا درخواست گزار ہوا ۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا : قُلْنَا یٰنَارُکُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہوجا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا اور اب تک وہ زندہ موجود ہے۔ (صفحہ 277)

9۔ 1905ء میں قیامِ باغ کے دوران حضرت اماں جان سخت بیمار ہو گئیں ۔ علاج سے فائدہ نہ ہو رہا تھا ۔ حتّٰی کہ نشست وبرخواست سے عاری ہو گئیں تو آپؑ نے توجہ سے دعا کی تب الہام ہوا : اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ یعنی میرا ربّ میرے ساتھ ہے ۔

اس الہام سے چند منٹ بعد آپ کے دل میں ڈالا گیا کہ مرض اور اس کا علاج کیا ہے ۔ پھر چنددن بعد خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے بخار ٹوٹ گیا دوسری طرف نبض دیکھی تو بخار کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر یہ الہام ہوا۔

”تو در منزل ما چو بار بار آئی
خدا ابرِ رحمت بباریدیا نے“
(صفحہ 290)

الہام کا ترجمہ : اے میرے بندے چونکہ تو میری فرود گاہ میں بار بار آتاہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ ۔ (صفحہ 108)

10۔ ایک دفعہ مارچ 1905ء میں لنگرخانہ میں کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل میں روپیہ کی آمدنی کم ۔ اس کے لئے دعا کی گئی خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا بہت سا روپیہ آپ کے دامن میں ڈال دیا ۔ پوچھنے میں اپنا نام ٹیچی بتایا جو پنجابی میں وقتِ مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا۔ اس کے بعد بہت بہت مالی فتوحات ہوئیں اور کئی ہزار روپیہ آ گیا۔ (صفحہ 345)

قبول نہ کئے جانے کی خبر

کتاب نزول المسیح میں درج ذیل دو واقعات ایسے بھی مذکور ہوئے ہیں جن میں دعا کی گئی اور جواب میں قبول نہ کئے جانے کی خبر ملی اور پھر وہ کام نہ ہوئے۔

1۔ ”جب کتاب براہینِ احمدیہ کے بعض حصے تیار ہوگئے تو مجھے خیال آیا کہ ان کو چھاپ دیا جاوے مگر میرے پاس کچھ سرمایہ نہیں تھا ۔ تب میں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کہ لوگ مدد کی طرف متوجہ ہوں ۔ اسی وقت تھوڑی سی غنودگی ہوکر جواب ملا ”بالفعل نہیں“ تب باوجود کوشش کے کسی نے ایک پیسہ بھی نہیں بھیجا“۔

(نزول المسیح ،روحانی خزائن جلد 18صفحہ 538)

2۔ میاں عبداللہ سنوریؓ نے ایک کام کے لئے ہر طرح کوشش کی اور کام ہونے کی امید بھی ہو گئی پھر آپ سے دعا کی درخواست کی۔ فرمایا : ”ہم نے جب دعا کی توبلا توقف الہام ہوا ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ“ تب میں نے ان کو کہہ دیا کہ یہ کام ہر گز نہیں ہو گا اور وہ الہام سنا دیا اور آخر ایسا ہی ظہور میں آیا“ ۔

(نزول المسیح ،روحانی خزائن جلد 18صفحہ 612)

دُعا کے نتیجہ میں خبر کا ملنا بھی ایک رنگ میں قبولیتِ دعا ہی ہے ۔

مقابلہ کی دعوت: آپ نے سب مخالفین کو اس بارے میں کئی بار مقابلہ کی دعوت دی اور یہ تحدی فرمائی کہ کوئی بھی قبولیتِ دعا کے اس انعام میں آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایسے چند جلے درج ذیل ہیں۔

”میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اس بات کو جانتا ہوں کہ جو دنیا کی مشکلات کے لئے میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں جو دوسروں کی ہر گز نہیں ہو سکتیں“۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14صفحہ 407)

”اگر دُعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں“۔

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17صفحہ 346)

”اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقعہ ہے جو میرے مقابل کھڑا ہو جائے اگر وہ امورِ غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائیداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپے کے قریب ہو گی اس کے حوالے کر دوں گا“

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 276)

”وہ مقابلہ کر کے آزما سکتے ہیں کہ جو کچھ اس عاجز کو رویاء صالحہ اور مکاشفہ اور استجابتِ دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافرہ نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے ہرگز نہیں دیا گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 478)

غرضیکہ حضرت مسیح موعودؑ کو قبولیتِ دُعا کی وہ نعمت عطا ہوئی جس کی فی زمانہ کوئی اور مثال نہیں اور ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے عین مطابق تھا جو اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے ساتھ رہی ہے۔

علم و حکمت کا عطا ہونا

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بے مثل علم و حکمت، قرآنِ کریم کے معارف و حقائق ، احکام دین کی فلاسفی، اسلام پر اعتراضات کے ردّ، مخالف مذاہب کے ابطال، عربی کی فصاحت و بلاغت ، اور تحریر میں غیر معمولی جذب و اثر عطا فرمایا اور آپ کو یہ نام دیئے ۔

”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقارِ علی فرمایا“

(الحکم 17 جون 1901ء۔بحوالہ تذکرہ صفحہ 58 حاشیہ)

خزائن کی تقسیم: علم و حکمت کے یہ خزائن آپ نے خوب لٹائے ۔ آپ کی کتب ، اشتہارات ، مکتوبات اور ملفوظات اس کے مخزن ٹھہرے ۔ آپ نے اردو کے علاوہ عربی اور فارسی کو بھی ذریعہ اظہار بنایا ۔ سب اپنی مثال آپ ہیں ۔ آپ کی قوتِ تحریر کا ایک مخالف نے یوں اعتراف کیا ۔

”کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا ....اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم سے اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ....اس کا پرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجدکی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے“۔

(تحریر مرزا حیرت دہلوی اخبار کرزن گزٹ دہلی یکم جون 1908 ء ۔بحوالہ سلسلہ احمدیہ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ جلد اوّل صفحہ 182)

دعوتِ مقابلہ: آپؑ نے مباحثوں اور مناظروں میں اپنے موٴقف کا درست ہونا ثابت کیا اور خداداد علم و حکمت سے پُر اپنی ان تحریروں ، دلائل اور تفسیر قرآن کو بار بار مقابلہ کے لئے پیش کیا ۔ بیش قیمت انعامات بھی رکھے۔ لیکن ان کی عظمت کے آگے کسی کو سر اٹھانے کی تاب نہ ہوئی ۔ آپؑ کی ایک ابتدائی تحریر میں یہ چیلنج آج تک جواب طلب ہے ۔

”آپ سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں ۔ افلاطون بن جاویں، بیکن کا اوتار دھاریں ، ارسطو کی نظر اور فکر لاویں ، اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے اِلٰہِ باطلہ“۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56)

قرآنی معارف

قرآن کریم کے حقائق و معارف کے بیان میں اس چیلنج کو آپ نے کئی بار دہرایا کہ ”میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے ۔ میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔“

(ضرورۃ الامام،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 496)

”جو دینی اور قرآنی معارف ، حقائق و اسرار مع لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہر گز نہیں لکھ سکتا ۔ اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آوے تو مجھے غالب پائے گی“

(ایام الصلح ،روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 407)

”اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔“

(اربعین،روحانی خزائن جلد 17 صفحہ نمبر 346)

عام اعتراف

آپ کے علم و فضل کا بار بار اعتراف کیا گیا ۔ ایسی چند تحریریں درج ذیل ہیں۔

براہینِ احمدیہ کے بارے میں: ”ہماری رائے میں یہ کتاب (براہینِ احمدیہ) اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔“ (تاریخ احمدیت از جلد1 صفحہ 173)

”سبحان اللہ کیا تصنیفِ منیف ہے کہ جس سے دین حق کا لفظ لفظ سے ثبوت ہو رہا ہے ۔ ہر ہر لفظ سے حقیقت قرآن و نبوت ظاہر ہو رہی ہے ۔ مخالفوں کو کیسے آب و تاب سے دلائل قطعیہ سنائے گئے ہیں۔ دعویٰ ہی مدلل و براہین ساطع ثبوت ہے ۔ مثبت بہ دلائل قاطعہ تاب دم زدنی نہیں۔ اقبال کے سوا چارہ نہیں ۔ ہاں انصاف شرط ہے ورنہ کچھ بھی نہیں.........

کتاب براہینِ احمدیہ ثبوتِ قرآنی و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ جس کا ثانی نہیں ۔ مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخر الزماں حق ہے ۔ دینِ اسلام منجانب اللہ اور اس کا پیرو حق آگاہ ہے۔ عقلی دلیلوں کا انبار ہے۔ خصم کو جو نہ جائے گریز اور نہ طاقتِ انکار ہے ۔ جو دلیل ہے بیّن ہے جو برہان ہے روشن ہے ۔ آئینہ ایمان ہے ۔ لب لباب قرآن ہے ۔“

(تاریخ احمدیت حصہ اوّل صفحہ 176)

”اس کتاب (براہینِ احمدیہ) کی زیادہ تعریف کرنی ہماری حد امکان سے باہر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس تحقیق و تدقیق سے اس کتاب میں مخالفینِ اسلام پر حجتِ اسلام قائم کی گئی ہے وہ کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں ہے۔

”حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را“

(تاریخ احمدیت حصہ اوّل صفحہ 177)

سرمہ چشم آریہ کے بارے میں: ”آریہ سماجی لیڈر ماسٹر مرلی دھر سے حضرت مسیح موعودؑ کا مباحثہ سرمہ چشم آریہ کے نام سے شائع ہوا ۔ اس کتاب کو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے لاجواب کہا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ حمیت و حمایتِ اسلام تو اس میں ہے کہ ایک ایک مسلمان دس دس بیس بیس نسخہ خرید کر ہندومسلمانوں میں تقسیم کرے ۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصولِ اسلام کی خوبی اور اصول مذہب آریہ کی برائی زیادہ شیوع پائے گی اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیوں کو جو اسلام کے مقابلہ میں وہ کرتے ہیں روک ہو گی ۔“

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 300)

”مرزا صاحب نے اپنی اس کتاب (سرمہ چشمہ آریہ) میں نہ صرف اس معجزہ (شق القمر) بلکہ معجزاتِ انبیاء کی پُرزور و مدلل وکالت کی ہے ۔ انہوں نے ثابت کیا کہ معجزات و خوارق کا وقوع عقلاً ممکن ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 301)

آئینہ کمالاتِ اسلام کے بارے میں : 1893ءمیں حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی شانِ اقدس میں ایک عربی قصیدہ رقم فرمایا ۔ جو کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام کے عربی حصے التبلیغ کے آخر میں درج ہے۔ اس کے بارے میں مولانا نیاز فتح پوری نے لکھا:

”مرزا صاحب کا یہ مشہور قصیدہ 69 اشعار پر مشتمل ہے۔ اپنے تمام لسانی محاسن کے لحاظ سے ایسی عجیب و غریب چیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آ تا ایک ایسا شخص جس نے کسی مدرسہ میں زانوئے ادب تہہ نہ کیا تھا کیونکر ایسا فصیح و بلیغ قصیدہ لکھنے پر قادر ہو گیا“

کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک فارسی نعت بھی رقم فرمائی جس کے ایک شعر کے بارے میں ایک مخالف اخبار یہ لکھنے پر مجبور ہوا کہ

” آنحضرت ﷺ کی تعریف و توصیف میں گزشتہ انبیاء و مرسلین سے لے کر صلحائے امت نے بھی بہت کچھ کہا ہے مگر حقیقی تعریف اس شعر میں بیان کی گئی ہے

محمد اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 475)

اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارے میں : ”ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روحِ رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر تھا.........فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی ۔ عمر بھر کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا.........

مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب.........قرآن شریف سے دیئے اور عام بڑے بڑے اصول و فروعِ اسلام کودلائل عقلیہ اور براہینِ فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلامِ الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان رکھتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر رہ گئے“۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 567۔ 568)

”اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا ۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین ، مخالفین بھی سچی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے ۔ بالا ہے“

(تاریخ احمدیت صفحہ 572)

”یہ کتاب(اسلامی اصول کی فلاسفی) بہت دلچسپ اور مسرت بخش ہے ۔ اس کے خیالات روشن ، جامع اور پُراز حکمت ہیں ۔ پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیاراس کی تعریف نکلتی ہے“

(انڈین ریویو بحوالہ مسیح موعود اور جماعت احمدیہ صفحہ 189)

اعجاز المسیح کے بارے میں : کتاب اعجاز المسیح عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے ۔ اس کے بارے میں مصر کے ایک اخبار نے لکھا ۔

”بلاشبہ اس کتاب کی فصاحت و بلاغت معجزے کی حد تک پہنچ گئی ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 171)

پیغام صلح کے بارے میں: ”وہ عظیم الشان طاقت اور اعلیٰ درجہ کی ہمدردی جو قادیان کے بزرگ کے اس آخری پیغام صلح سے ظاہر ہوتی ہے وہ یقیناً ایک خاص امتیاز کے ساتھ اسے ایک عظیم الشان انسان ثابت کرتی ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 536)

آپؑ کے صاحبِ علم و حکمت ہونے کا عام اعتراف

مولوی ارشاد علی ناگپوری نے جو مسلمان سے عیسائی اور پھر عیسائیت سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے پادری صفدر علی کے ایک خط کے جواب میں لکھا ۔

”میں پادری صفدر علی سے پوچھ سکتا ہوں کہ اگر ان کو اپنے دلائل اور عیسائیت کی صداقت پر پورا اعتماد ہے تو پھر وہ اس وقت کہاں تھے جبکہ مولوی غلام احمد صاحب قادیانی نے میدانِ مناظرہ میں کھڑے ہو کر بہادر شیر کی طرح ان کو للکارا ۔ اس چیلنج کا آپ لوگوں پر اس قدر اثر تھا کہ کسی پادری کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کے مقابل پر آتا۔“

(مسیح موعود اور جماعت احمدیہ صفحہ 200)

مولانا ابوالکلام آزاد: ”ان کی یہ خصوصیات کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا ۔ آئندہ بھی جاری رہے ۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ۔ اس لٹریچر کی قدرو عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے .... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے ۔ قائم رہے گا ۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے .... آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ۔ ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں ۔“

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 563)

”مرزا صاحب اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن

جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیاہے اور کر دکھایا ہے کہ حق، حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کما حقہ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔“

(مسیح موعود اور جماعت احمدیہ صفحہ 209)

علامہ اقبال: ”مرزا غلام احمد قادیانی.....اغلباً جدید ہندی مسلمانوں میں سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔“

(تحریر علامہ اقبال رسالہ انڈین اینٹی کویری جلد 29 صفحہ 237۔246)

مولانا سید حبیب: ”مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لاجواب ہیں ......عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی خدمات کی وجہ سے مسلمانوں نے انہیں سر پر بٹھایا اور دلوں میں جگہ دی۔ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مولاناثناء اللہ امرتسری جیسے بزرگ ان کے حامی اور معترف تھے اور انہی کے نام کا ڈنکہ بجاتے تھے۔“

(مسیح موعود اور جماعت احمدیہ مارچ 1968ء صفحہ نمبر 161)

مولاناسید حبیب: ”مرزا صاحب اپنی کامیابی سے متاثر ہو کر نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو ہم انہیں زمانۂ حال میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خادم مانتے۔“

(مسیح موعود اور جماعت احمدیہ مارچ 1968ء صفحہ نمبر 161)

پاکیزہ اور بے عیب زندگی

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک پاکیزہ اور بے عیب زندگی گزاری۔ آپؑ کی پاکیزگی پر گو آپؑ کے آبائی وطن قادیان کے رہنے والے اور دعویٰ سے قبل وہاں آکر آپؑ سے راہ و رسم رکھنے والے سب گواہ موجود تھے۔ اس طرح بٹالہ میں آپؑ کے ہم مکتب اور دوست بھی تھے۔لیکن ایک عجیب الٰہی تصرف تھا کہ اپنی مرضی کے خلاف محض اپنے والد کے حکم کی اطاعت میں آپ کو عین جوانی میں ایک دوسرے شہر اور اجنبی ماحول میں یکّا و تنہا کئی سال گزارنے کا موقع ملا اور یہاں وہ لوگ آپؑ سے متعارف ہوئے جنہوں نے بعد میں برصغیر میں اپنی ذاتی حیثیت یا اپنی اولاد کی شہرت کے سبب ایک نمایاں مقام پایا اور پھر ان سب نے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے رنگ میں آپؑ کے بارے میں حسنِ ظن کااظہار کیا اور بالاتفاق گواہی دی کہ آپؑ کی زندگی پاکیزہ اور بے عیب تھی۔ ایسی چند گواہیاں درج ذیل ہیں۔

حضرت صوفی احمد جانؓ: ”سن شریف حضرت کا تقریباً چالیس یا پینتالیس ہو گا۔اصل وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتاہے۔نہایت خلیق۔صاحبِ مروّت وحیاء۔جوان رعنا۔چہرہ سے محبتِ الٰہی ٹپکتی ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 175)

مولوی محمد حسین بٹالوی لیڈر اہل حدیث کی گواہی:

”مؤلف براہینِ احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعتِ محمدیہ پر قائم و پرہیز گار و صداقت شعار ہیں۔“

(رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد 7 نمبر 6 صفحہ 248)

شمس العلماء سید میرحسن صاحب استاد علامہ اقبال کی آپ کے قیام سیالکوٹ کے زمانہ کے بارے میں گواہی۔

”حضرت مرزا صاحب......عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے۔“

(حیاتِ احمد جلد اوّل (ہر سہ حصص) صفحہ 92)

منشی سراج الدین صاحب والد مولوی ظفر علی خاں بانی اخبار زمیندار لاہور کی آپ کے زمانہ قیام سیالکوٹ کے بارے میں گواہی۔

”ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے“

(حیاتِ احمد از شیخ یعقوب علی عرفانی جلد اوّل صفحہ 374)

مولانا ابو الکلام آزاد کی گواہی: ”کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹاسا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اورپسندیدہ اطوار۔ کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز و برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 560)

شمس العلماء سید ممتاز علی صاحب کی گواہی:

”مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔“

(رسالہ تہذیب النسواں لاہور 1908ء بسلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 184)

ایک عیسائی محقق کی گواہی: ”صرف ایک مقناطیسی جذب اور دلکش اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا ہے جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کیلئے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور جذب اور مقناطیسی شخصیت کو پیش کیا۔“

(سلسلہ احمدیہ حصہ اوّل از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 186)

حضرت مسیح موعودؑ کا چیلنج: اس بارے میں خود حضرت مسیح موعودؑ کا یہ چیلنج حرف آخر ہے اور آج تک قائم ہے:

”تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اورسوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 62)

طویل مہلت ملنا

آغاز شرفِ مکالمہ و مخاطبہ: گوبعض رؤیا حضرت مسیح موعودؑ کو زمانۂ طالب علمی میں بھی ہوئے۔لیکن ان کی کثرت بعد کی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں: ”ٹھیک بارہ سو نوے 1290 ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرفِ مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا“

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد 22صفحہ 208)

عیسوی کیلنڈر کے مطابق اس سال کا دورانیہ یکم مارچ 1873تا18فروری1874ء تھا۔ ابتداً یہ مکالمہ بکثرت رویائے صادقہ کا ہوتا تھا۔ جسے قرآنِ کریم نے مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ (شوریٰ: 52)

ترجمہ: پردے کے پیچھے،فرمایا ہے۔اس لحاظ سے آغاز مکالمہ مخاطبہ کے بعد آپ نے 26مئی 1908ء کو اپنی وفات تک 35سال کا عرصہ پایا۔

سلسلۂ الہام: تاہم الہام الٰہی کا سلسلہ کچھ عرصہ بعد کا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

”جس روز ان (والد صاحب) کی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھے الہام ہوا وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہواوہ اس جہانِ فانی سے انتقال کر گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن اور یہ سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی پیش گوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 218۔219)

حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی تاریخ وفات 2 جون 1876ء تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 137)

یوں وحی و الہام کے آغاز کے بعد وفات تک آپ نے 32 سال کا عرصہ پایا۔

دعا کی برکت سے ہدایت

حضرت پیر محمد عبداللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں 1904ء میں یہاں(قادیان۔ناقل) آیا اور1905ء میں بیعت کی۔ پہلے سلسلہ کا سخت مخالف تھا۔ پورے نو ماہ مخالفت کی۔ کسی نے کہا کہ چالیس دن دعا کروتو تمہیں ہدایت مل جائے گی۔ چنانچہ میں نے باقاعدہ نمازیں پڑھنی شروع کردیں اور دعا بھی کرتا رہا۔ اسی اثناء میں ایک دفعہ میں نے عصر کے وقت غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ حکیم عبدالرحمٰن صاحب کا غانی(جوان دنوں میری طرح طب کا علم سیکھ رہے تھے) میرے سامنے کشف کی حالت میں آگئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک مسواک ہے وہ مجھے دے کر کہتے ہیں کہ مولوی نورالدین صاحب نے آپ کو یہ مسواک دی ہے۔ ہم تو اتنی مدت سے بیٹھے ہیں ہمیں تو انہوں نے مسواک نہیں دی اور آپ کو انہوں نے یہ مسواک دی ہے۔ مسواک لینا تھا کہ نظارہ بدل گیا۔ نہ کاغانی صاحب نظر آئے اور نہ ہی مسواک ہاتھ میں رہی۔ اس وقت میں خلیفہ اول کے مطب کے جنوبی جانب کی کوٹھڑی میں بیٹھا ہوا تھا جب کہ یہ نظارہ دیکھا۔ عصر کے وقت یہ دیکھ کر دل میں ایک شگفتگی پیدا ہوئی۔ اس اثناء میں دعا کرتا رہا۔ ایک رات کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت خلیفہ اول کے مطب میں ایک جگہ بیٹھا ہوا ہوں حضرت مسیح موعود(اندر) مشرقی جانب اس جگہ منہ کر کے بیٹھے ہیں جہاں کہ حضرت خلیفہ اول مطب کیا کرتے تھے اور لوگ ان کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ اس نظارہ میں حضرت خلیفہ اول نظر نہیں آئے چند اشخاص حضرت مسیح موعود کے گرد جمع ہیں۔ میں بھی ایک آدھ گز کے فاصلہ پر ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔ حضرت اقدس نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ آپ میرے پاس کبھی آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔ تو اس کے جواب میں میں نے عرض کیا کہ اب جو میں آگیا ہوں، فرمایا اللہ فضل کردے گا۔ یہ نظارہ دیکھ کر صبح دل ہشاش بشاش تھا اور وہ تمام اعتراضات جو دل میں تھے۔ یکے بعد دیگرے مٹنے شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ پورے نو ماہ کے بعد میں نے 15 ستمبر 1905ء کو بیعت کرلی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ صحیح معنوں میں میں دوبارہ پیدا ہوا۔

(رجسٹر روایات نمبر 14 صفحہ 259,258)

سید حمید اللہ نصرت پاشا ڈینٹل سرجن

دانتوں اور منہ کی صفائی

یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ رحلت جو آخری عمل اپنے مبارک ہاتھ سے کیا وہ ’’مسواک‘‘ یعنی دانتوں اور منہ کی صفائی کا عمل تھا۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کی وہ شان ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں دی ہے قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163) یعنی تو بے شک یہ اعلان کر دے کہ میری نماز، میری عبادت، میری حیات اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے وقف ہیں۔ لفظ ’’مماتی‘‘ یعنی میری موت سے مراد صرف لحۂ موت نہیں۔ موت کے ساتھ ملحقہ کئی کیفیات ہوتی ہیں۔ آپؐ کی وہ تمام کیفیات ’’مماتی‘‘ کے دائرہ میں داخل ہیں اور تمام ہی لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ تھیں۔ آپؐ کا آخری قول ’’فِی الرَّفِیۡقِ الۡاَعۡلٰی‘‘ بھی مماتی کے دائرے میں داخل ہے اور آپؐ کا آخری فعل یعنی دانتوں اور منہ کی صفائی بھی مماتی کے دائرے میں داخل ہے۔ گویا رحلت سے وابستہ آپؐ کی تمام کیفیات محض توجہ اللہ تھیں۔ اور ان کیفیات میں سے کوئی ایک بھی اتفاقی حادثہ نہ تھا۔

اگر منہ کی صفائی کا تعلق صرف جسم سے ہوتا اور اگر اس کی اہمیت محض ظاہری ہوتی تو شاید اس عمل کو اللہ کے اذن سے یہ شرف نہ ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ٹھہرے۔ آپؐ کا ایک ارشادِ مبارک اسی طرف اشارہ کرتا ہے: تَسَوَّکُوافَاِنَّ السِّوَاکَ مطھرۃٌ لِلفَمِ ومرضاۃٌ لِلرّبّ (ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب السواک حدیث نمبر 285) یعنی مسواک کیا کرو۔ یقیناً مسواک کا عمل منہ کی صفائی اور ربّ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ پس منہ کی صفائی کی ظاہری اہمیت تو ہے ہی لیکن چونکہ اس کے ساتھ رب کی رضا بھی وابستہ ہے۔ اس لئے اس کا تعلق لازماً باطن سے بھی ہے۔ اور اس کی روحانی اہمیت اتنی ہی مسلم ہے جتنی کہ اس کی جسمانی اہمیت ہے۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں ’’السِّوَاک‘‘ کے دو فضائل ہیں:

1۔ مَطۡھَرَۃٌ لِلفَم یعنی منہ کی صفائی

2۔ مَرۡضَاۃٌ لِلرّبّ یعنی رب کی خوشنودی

’’السِّوَاک‘‘ جو کہ ایک عربی اصطلاح ہے، سے مراد عملِ مسواک بھی ہے اور آلۂ مسواک بھی۔ مسواک بنیادی طور پر ایک ریشہ دار آلہ ہے جو کسی درخت کی شاخ یا جڑ سے حاصل کیا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ منہ اور دانتوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ دورِ حاضر کی ایجادات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو Toothbrush بھی ایک قسم کی مسواک ہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ میاں کی بنائی ہوئی مسواک بہرحال بہتر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ السّواک یا مسواک یا Toothbrush کے ذریعہ کس طرح مطھرۃٌ لِلفَم یعنی منہ کی صفائی اور مرضاۃ للربّ یعنی خدا کی خوشنودی کے انعام حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اب آئیے ان دونوں کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لیتے ہیں۔

(1) مطھرۃٌ لِلفَم

منہ کی جامع صفائی کے چند منٹ بعد ہی دانتوں کی سطح پر ایک باریک سی جھلی قائم ہو جاتی ہے جو منہ کے لعاب میں پائی جانے والی لحمیات سے بنتی ہے۔ اس جھلی کو Acquired Pellicle کہتے ہیں۔ یہ جھلی اگرچہ بذاتِ خود بے ضرر ہوتی ہے لیکن یہ ایک اور بہت ہی مضر جھلی کا پیش خیمہ ہوتی ہے جسے Plaque کہتے ہیں۔ سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ منہ کو صاف کرنے کے صرف ایک گھنٹہ بعد دانتوں کی سطح پر فی مربع ملی میٹر اندازاً دس لاکھ جراثیم ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان جراثیم کی خاندانی منصوبہ بندی تو فی الحال ممکن نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ دانتوں کی سطح پر اُس Plaque کو جمنے ہی نہ دیا جائے جو اِن جراثیم کے قیام وطعام کا ضامن ہے۔

اگر دو دن تک اِس Plaque کو مسواک یا برش کے ذریعہ دور نہ کیا جائے تو یہ اتنی موٹی تہہ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے پھر عام کلی سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر یہ Plaque دو دن تک قائم رہے۔ تو اس میں ایک خاص قسم کے جراثیم پنپنے لگتے ہیں جن کا نام Streptococcus Mutans ہے۔ دانت میں کیڑے کے ذمہ دار یہی جراثیم ہوتے ہیں۔

’’دانت کا کیڑا‘‘ ایک ایسی اصطلاح ہے جو عام فہم ہوگئی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے غلط العام بھی ہے اور غلط الفہم بھی۔ ظاہر ہے کہ دیمک یاٹڈی کی قسم کی کوئی مخلوق دانتوں میں آباد نہیں ہوتی ۔ ہوتا دراصل یہ ہے کہ Streptococcus نسل کے جراثیم Acid یعنی تیزاب پیدا کرتے ہیں۔ اس تیزاب کے اثر کے تحت دانت Calcium اور Phosphate کے ذخائر کھونے لگتا ہے ۔ گویا دانت گھلنے لگتا ہے۔ اس تحلیل کے عمل کو Caries کہتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں جو دانت کی سطح پر بدنما سوارخ نمودار ہوتا ہے وہ Cavity کہلاتا ہے۔

اگر بہت استقامت کے ساتھ دانتوں کی صفائی سے پرہیز کیا جائے تو قریباً ایک ہفتہ کے عرصہ میں جراثیم کا ایک اور قبیلہ منہ میں ظاہر ہو جاتا ہے جو Anaerobes کہلاتے ہیں۔ یہ جراثیم مسوڑھوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش جسے Gingivitis کہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ اس مرض کا علاج اگر وقت پر نہ ہو تو یہ بڑھ کر دانتوں کی جڑوں تک جا پہنچتا ہے اور ایک نئے مرض کی بنیاد پڑتی ہے جسے Periodontitis کہتے ہیں۔ بیماریوں کے یہ نام جس قدر زبان پر بھاری ہیں، اُس سے کہیں زیادہ بھاری وہ علامات ہیں جو اِن بیماریوں کے ہمراہ آتی ہیں۔ اور قصور ہمارا ہی ہوتا ہے۔

منہ اور دانتوں کی صفائی میں جو قصور ہم سے واقع ہوتا ہے وہ دو طرح کا ہے:

(1) کم بار صفائی کرنا ۔

(2) غلط طریق پر صفائی کرنا۔

صفائی کتنی بار کی جائے؟ گویا پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دن میں کتنی بار صفائی کرنی چاہئے؟ عام طور پر ڈینٹل سرجن اس سوال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ صبح ناشتہ کے بعد اور رات سونے سے قبل۔ ڈاکٹر یہ نسخہ اس لئے تجویز نہیں کرتے کہ اُن کے نزدیک یہ آئیڈیل نسخہ ہوتا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے تجربہ سے سیکھ چکے ہوتے ہیں کہ یہ سب سے قابلِ عمل نسخہ ہے اور یہ کہ ایک اوسط درجہ کا مریض اس سے زیادہ زحمت گوارا نہیں کرے گا۔ آنحضرت ﷺ اس انسانی غفلت سے خوب آگاہ تھے۔ آپؐ فرماتے ہیں: لَوۡلَا اَنۡ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیۡ لَاَمَرۡتُھُمۡ بِالسِّوَاکِ عِنۡدَ کُلِّ وُضُوۡءٍ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب سواک الرطب) یعنی اگر یہ میری امت کے لئے گراں بار نہ ہوتا تو میں انہیں حکم دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔ یہ حدیث حسنِ نصیحت اور چشم پوشی کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اپنی منشاء بھی ظاہر فرما دی اور اپنی امت کی غفلت کو مشقت کا نام دے کر ان کی شرم بھی رکھ لی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مستعدی کے بارہ میں یوں گواہی دیتی ہیں: کَانَ اِذَا دَخَلَ بَیۡتَہٗ بَدَءَ بِالسِّوَاکِ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب السواک حدیث نمبر 372) یعنی جب بھی آپؐ باہر سے آ کر گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔ حضورؐ کا یہ عمل جہاں حضورؐ کی نفاستِ طبع کا عکاس ہے وہاں منہ اور دانتوں کی صفائی کی طرف حضورؐ کی خاص توجہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ملتا ہے کہ دودھ پینے کے بعد منہ صاف کر لیا جائے کیونکہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے۔ اب اگر ہماری روزمرّہ کی غذا کا تجزیہ کیا جائے تو دودھ کی چکنائی سے کہیں زیادہ چکنائی تیل اور گھی کی صورت میں ہم ہر کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن کھانے کے بعد دانت صاف کرنا اکثر چھوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کو مع کل وضوء یعنی نماز سے قبل مسواک یا برش کی توفیق ملتی ہے تو زہے نصیب ورنہ کم از کم یہ تو ضرور کرے کہ ہر کھانے کے بعد دانت صاف کر لے۔ بنیادی کلیہ یہ ہے کہ دانتوں پر Plaque کو جمنے کے لئے مہلت نہ دی جائے۔ پلیک ہو گا تو جراثیم کی افزائش ہو گی۔ جراثیم کی افزائش ہو گی تو مرض ہو ں گے۔

صفائی کا درست طریق کیا ہے؟ دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ دانتوں کی صفائی کا درست طریق کیا ہے؟ اس کا اصولی جواب تو یہی ہے کہ صفائی اس طرح کی جائے کہ ہر دانت کی ہر سطح صاف ہو جائے۔ اور کوئی سطح صاف ہونے سے رہ نہ جائے۔

انسان کے منہ کا ایک طُول ہے اور ایک عرض ہے۔ منہ کا طُول ہونٹوں کی باچھوں کا درمیانی فاصلہ ہے۔ منہ کا عرض دونوں لبوں کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اِذَا استکتم فاستاکُوا عرضاً (کنز العمال) یعنی جب تم مسواک کرو تو منہ کے عرض کی جہت میں کرو۔ یعنی نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی جانب اب ملاحظہ کیجئے کہ ہردو دانتوں کے درمیان جو دانتوں کی سطحیں ہوتی ہیں وہ اکثر صاف ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ خوراک کے پھنسے ہوئے ذرات کے سبب ان سطحوں پر اکثر Plaque جم جاتا ہے۔ منہ کے طُول کے رُخ یعنی دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں دانت صاف کرنے سے یہ سطحیں جو کہ Proximal Surfaces کہلاتی ہیں، صفائی سے بالکل محروم رہ جاتی ہیں۔ تا ہم اگر نچلے دانت نیچے سے اوپر اور اوپر والے دانت اوپر سے نیچے کی جانب یعنی عرضاً صاف کئے جائیں تو یہ Proximal Surfaces بھی صاف ہو جاتی ہے۔ چودہ صدیاں قبل کے اس ارشاد نبویؐ ’’فَاسۡتَاکُوۡا عَرۡضاً‘‘ کی صداقت کو صحیح طور پر آج سمجھا گیا ہے۔ آج کے ڈاکٹروں نے جس سائنسی حقیقت کو صدیوں کی تحقیق اور جستجو سے جانا ہے، اس کا انکشاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج سے چودہ سو سال قبل ہوا تھا۔ پس سائنس خواہ کتنی ہی جدید کیوں نہ ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی علم کے مقابل پر ہمیشہ قدیم ثابت ہوتی ہے۔

صفائی کے درست طریق کے بارہ میں جو دوسرا اصول ہمیں سنتِ رسولؐ سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ مسواک کرتے ہوئے صرف دانتوں کی صفائی پر توجہ نہ رکھتے بلکہ بالعموم منہ کی مکمل صفائی فرماتے۔ یعنی دائرہ کی صورت میں مسواک کو منہ میں اس طرح گھماتے کہ ہونٹوں کے پیچھے اور گالوں کے اندر والی جگہ بھی صاف ہو جاتی۔ چنانچہ راوی بیان کرتا ہے: اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیۡلِ یَشُوۡصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب السواک حدیث نمبر 238) یعنی جب آپؐ رات کو بیدار ہوتے تو منہ میں مسواک کو گھمانے کے انداز میں پھیرتے۔ ہم میں سے جو لوگ برش کا استعمال کرتے ہیں، ان کو اس حدیث کی رُو سے برش کے ذریعہ دانتوں کے علاوہ منہ کے Soft Tissues کو بھی صاف کرنا چاہئے یعنی مسوڑھوں، زبان اور ہونٹوں اور گالوں کے اندرونی حصوں کو۔ اس کے دو فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ منہ کی عمومی صفائی بھی ہو جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ Soft Tissues کا دورانِ خون بھی بہتر ہو جاتا ہے۔

اب آئیے یہ جائزہ لیں کہ مسواک یا Tooth brushing کس طرح مرضاۃ للرب یعنی خدا کی خوشنودی کا سبب ہے۔

(2) مرضاۃ لِلرّبّ

اس ضمن میں جس بنیادی بات کا سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفائی کو پسند فرماتا ہے اور صفائی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّھِّرِیۡنَ (توبہ:108) کہ اللہ صاف لوگوں کو پسند فرماتا ہے ۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ: یُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ (البقرہ:223) یعنی اللہ تعالیٰ صفائی پسندوں کو پسند فرماتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے مزاج کا تعارف ہم سے کرا دیا ہے۔ اب یہ جان لینے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کو صفائی اور صفائی اختیار کرنے والوں سے پیار ہے۔ یہ مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ منہ اور دانتوں کی صفائی کرنے والے بھی اپنی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اپنی سعی کی نسبت سے ضرور اللہ تعالیٰ کے پیار سے حصہ پاتے ہیں۔

انسان کا آلۂ کلام بھی اس کا منہ ہی ہے۔ الفاظ اور کلمات ادا کرنے کے لئے انسان زبان، ہونٹ، دانت وغیرہ غرضیکہ اپنے منہ ہی کا استعمال کرتا ہے۔ انسان کے منہ کے رستہ طیّب سے طیّب کلمات بھی جاری ہوتے ہیں اور بدنصیبی سے بدزبانی بھی اسی رستہ سے ہوتی ہے۔ خوش نصیبی تو بہرحال پاکیزہ کلام ہی میں ہے۔ جو پاک ترین کلام انسان کے منہ سے ادا ہو سکتاہے وہ کلام اللہ ہے۔ اور کلام اللہ کے ادب کے بعض تقاضے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کلام نازل ہوا اور جو سب سے بڑھ کر اس کے ادب سے واقف تھے فرماتے ہیں: اَفْوَاهُكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْآنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسَّوَاكِ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب السواک حدیث نمبر 287) یعنی تمہارے منہ تلاوت قرآن کے لئے گویا رستے ہیں۔ پس تم اپنے مونہوں کو مسواک کے ذریعہ طیّب رکھا کرو۔ اس حدیث مبارکہ میں منہ اور دانتوں کی صفائی کے حق میں ایک ایسی دلیل بھی دی گئی ہے جس کا تعلق جسم سے بڑھ کر روح سے ہے۔ جس کا تعلق صحتِ دنداں سے بڑھ کر آدابِ قرآن سے ہے۔ یعنی قرآن کے ادب کا حق ادا کرنے کے لئے منہ صاف رکھو۔ اور یہ حق ادا ہو گا تو وہ کہ جس کا یہ کلام ہے راضی ہو گا۔ اس حوالہ سے مدلل طور پر Oral Hygiene یعنی منہ کی صفائی کو اللہ کی رضا کے ساتھ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ دیا ہے۔

دانتوں کی صفائی کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: اَلسَّوَاكُ نِصْفُ الْوُضُوْءِ وَالْوُضُوْءُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ (کنزالعمال) یعنی دانتوں کی صفائی آدھا وضو ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی ریاضی کا سوال نہیں۔ مراد صرف اتنی ہے کہ ایمان کے نصف تقاضے نماز سے وابستہ ہیں جس کے آغاز پر وضو ہے اور وضو کے مقاصد کا نصف حصہ گویا دانتوں کی صفائی سے وابستہ ہے۔ اور ہر وہ بات جس سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہوں یا جس سے ایمان کو تقویت ملتی ہو، لازماً خدا کی رضا کا موجب ہو گی۔ اس حدیث کے مطالعہ سے بھی ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ منہ کی صفائی رضائے الٰہی کا ایک یقینی ذریعہ ہے۔

ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رَكْعَتَانِ بِالسَّوَاكِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِغَيْرِ السَّوَاكِ (الکافی)۔ یعنی ”نماز کی دو رکعتیں جو دانت صاف کر کے ادا جائیں ایسی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں جو دانت صاف کئے بغیر ادا ہوں“۔ یہاں بھی ترغیب اسی طرف دلائی گئی ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ اپنے رب کی صفائی پسندی کا لحاظ رکھے اور اس کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہوئے پاکیزہ دہن ہوکر حاضر ہو۔

منہ اور دانتوں کی صفائی کو مطهرة للفم اور مرضاة للرب قرار دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی نظافت کے اس شعبہ کو ایک عظیم رفعت بخشی ہے۔ اس شعبہ پر متعدد ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے متعدد کتب تحریر کی ہیں۔ مضامین لکھے اور مقالے پڑھے گئے ہیں۔ ان سب کو یکجا بھی کر دیا جائے تو اس شعبہ کی وہ وجاہت قائم نہیں ہو سکتی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی وجہ سے اسے حاصل ہے۔ دنیا کے تمام ڈینٹل سرجن مل کر بھی اس شعبہ اور اس مضمون کو وہ مقام نہیں دلا سکتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کی وجہ سے اسے دائماً حاصل ہو گیا ہے۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمدٍ و علیٰ اٰل محمدٍ وبارك وسلّم۔

نماز میں لذت

حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے نماز میں لذت اور شوق پیدا کرنے کے متعلق سوال کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

کبھی مکتب میں پڑھے ہو۔ عرض کیا جی ہاں پڑھا ہوں۔ فرمایا کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں۔ عرض کیاہاں پکڑائے ہیں۔ فرمایا پھر کیا حال ہوا۔ عرض کیا کہ میں پہلے تو برداشت کرتارہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ پیر دُکھ گئے اور درد ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا پھر کیا ہوا عرض کیا پھر استاد کو رحم آگیا اور کان چھڑا دیئے اور خطا معاف کر دی پھر پیار کیا اور کہا جا وُپڑھو۔ فرمایایہی حالت نماز میں پیدا کرو۔ جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور بدن دکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوئے گا اور کچھ تھکان ہو گا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہو گی۔ اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہو گا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مارے گا پھر حضور اور خشوع و خضوع اور لذت اور ذوق و شوق پیدا ہو جائے گا۔ (تذکرۃ المہدی، ص150)

فہیم احمد خادم۔ نمائندہ گھانا

جامعۃ المبشرین گھانا کی سرگرمیاں

مؤرخہ 17 فروری 2020ء بروزپیر مکرم عبدالماجدطاہر ایڈیشل وکیل التبشیر لندن جامعۃ المبشرین گھانا میں تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ مکرم مولانا حافظ احسان سکندر نائب امیر بیلجئیم اور مکرم فرید احمد نوید پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا بھی تھے۔ جامعہ ہال کو بینرز سے سجایا گیا۔ طلباء جامعہ اور مدرسۃ الحفظ کے طلباء نے مہمانان کا گھانا کے روایتی انداز میں استقبال کیا نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے اور کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه کا ترنم سے ورد کیا۔ پرنسپل صاحب نے مہمانان کا تعارف کروایا۔ عزیز واہریرے ارمزان نے تلاوت کی اور عزیز اوسئی یوسف نورالدین نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پاکیزہ منظوم کلام ”اے محمدؐ اے حبیبِ کردگار“ مترنم آواز میں سنایا۔ مکرم عبدالماجد طاہر نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں طلباء اور اساتذہ کو نصائح کیں۔ تمام طلباء اور اساتذہ نے مکرم موصوف سے مصافحہ کیا۔ مہمانان اور طلباء و اساتذہ کا گروپ فوٹو ہوا۔ مہمانان مدرسۃ الحفظ بھی تشریف لے گئے نیز طلباء اور اساتذہ کا الگ گروپ فوٹو بھی ہوا۔

فہیم احمد خادم۔ نمائندہ گھانا

گھانا کے یوم آزادی کی تقریب جامعۃ المبشرین گھانا

مؤرخہ 6 مارچ 2020ء کو گھانا کا یومِ آزادی ہے ۔ یہ دن ہر سال جامعۃ المبشرین میں پورے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ امسال بھی گھانا کے یوم آزادی کے حوالہ سے ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جامعہ ہال کو گھانا کے جھنڈوں کے رنگوں سے سجایا گیا۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی مکرم پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین گھانا تھے۔ تلاوت مکرم جلال ایسل نے کی۔ مکرم عبد الوہاب آدم نے گھانا کا عہد دہرایا۔ جامعہ کے استاد مکرم حافظ لبیب عبد اللہ نے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَان کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد گھانا کے طلباء نے قومی ترانہ پڑھا۔ بعدازاں جامعہ میں موجود طلباء جن کا 13 مختلف ممالک سے تعلق ہے ،ہر ملک کے طلباء نے اپنے اپنے ملک کا قومی ترانہ پڑھا۔ مدرسۃ الحفظ کے طلباء نے بھی اس میں حصہ لیا۔ آخر پر اساتذہ نے پاکستان کا قومی ترانہ بھی پڑھا۔ آخر پر پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین نے گھانا کا جھنڈا لہرایا اور اجتماعی دعا کروائی۔

بعدازاں مارچ پاسٹ کی تقریب ہوئی۔ پہلا دستہ مدرسۃ الحفظ کے طلباء کا تھا اور پھر ترتیب وار جامعہ کی کلاسز کے دستے تھے۔ جامعہ سے لے کر اکرافُو گاؤں کی مسجد تک اور پھر جامعہ واپسی تک طلباء نے مارچ پاسٹ کیا۔ اس دوران طلباء songs of praise پڑھتے رہے اور گھانا کے اور اپنے اپنے ملکوں کے جھنڈے لہراتے رہے۔ آخر پر تمام طلباء و اساتذہ کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

اوقات طلوع و غروب

27مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:04	18:34
مدینہ منورہ	05:02	18:35
قادیان	05:01	18:44
ربوہ	04:42	18:27
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:53	18:28